تحفۂ رمضان

از

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

بار سوم

۱۴۳۳ھ - ۲۰۱۲ء

نام کتاب	:	تحفۂ رمضان
نام مصنف	:	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
صفحات	:	۶۴
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	(حشمت علی) مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
طباعت	:	آزاد پرنٹنگ پریس نظیر آباد، لکھنؤ۔
قیمت	:	

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

فون نمبر:0522-2741539، فیکس نمبر:0522-2740806

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

فہرست مضامین..۳

عرض ناشر..۴

نزولِ قرآن کا مہینہ..۷

روزہ کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ اور روحانی تربیت کا سالانہ نظام..۱۱

رمضان المبارک مسلمانوں کی بڑی دینی دولت..۱۶

زمینی مخلوق - آسمانی عمل..۲۰

تراویح - رمضان کی اہم خصوصیت..۲۴

شب قدر کی فضیلت..۳۰

اعتکاف - فضیلت و اہمیت..۳۴

روزہ اور اس کا تحفہ..... عید..۴۲

رمضان المبارک کا پیغام..۴۷

مسلمانوں کی عید - شیطان کا روزہ..۶۰

عید الفطر ایک ماہ کے تربیتی نظام سے گزرنے کی خوشی کا نام ہے..۶۴

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ الذی کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

اللہ کے انعامات میں سے ایک انعام رمضان المبارک کا مہینہ ہے جس میں ایک ایک نیکی کا ستر سے سات سو گنا تک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثواب عطا فرماتا ہے، اس سے نیکی کی ایسی فضا اور ماحول بن جاتا ہے کہ بندہ کے قلب کا میلان شر کی طرف کم سے کم ہو بلکہ خیر کی طرف زیادہ سے زیادہ ہو۔ اسی مبارک مہینہ میں روزہ جیسے اہم ترین رکن اسلام کو فرض کیا کہ اس کا دن روزہ کی حالت میں گزارا جائے گا، اس میں روزہ رکھنے کا بدلہ اپنے لیے خاص کیا ہے، ارشاد ہے "الصوم لی وانا اجزی بہ" بعض روایتوں میں "اجزی بہ" ہے یعنی اس کا بدلہ میں ہوں، اس کا پہلا عشرہ رحمت کا اور دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے خلاصی کا ہے۔ رمضان المبارک کے اس مہینہ میں نیک عمل کو آسان بنانے کے لیے شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے اور اس میں رات کے قیام یعنی تراویح کو ثواب کی چیز بنا کر قرآن مجید کی حفاظت کا بھی ایک مستقل نظام قائم کیا، یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ، هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

www.abulhasanalinadwi.org

وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" (سورہ بقرہ، آیت: ۱۸۵)
(مہینہ رمضان کا ہے نازل ہوا جس میں قرآن، لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور روشن دلیلیں راہ پانے کی، اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی، تو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اس کے)

مزید اللہ نے یہ انعام فرمایا کہ اس کی ایک رات کو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل، بہتر اور بہت زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دے دیا، اور اس کو بھی قرآن مجید کے نزول سے جوڑ دیا، فرمایا:

"اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ".

ہم نے اس کو (یعنی قرآن مجید کو) شب قدر میں اتارا، اور جانتے ہو کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔ امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک۔

خلاصہ یہ کہ اس مبارک شب میں باطنی حیات اور ایمانی خیر و برکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے، اور ملائکہ ہر قسم کے امور خیر لے کر آسمان سے اترتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ میں کسی طاق رات میں اس کے ممکن ہونے کی طرف اشارہ فرمایا اور اپنے عمل سے بھی ترغیب دی کہ ان راتوں میں آپؐ عبادات کا اور زیادہ اہتمام فرمانے لگتے تھے، اور اس پورے عشرہ کا اعتکاف فرماتے یعنی مسجد کے ہی حدود میں رہ کر یہ پورا وقت گزار دیتے۔

جب بندہ اپنے رب سے اس تعلق کا مظاہرہ کرتا ہے اور یہ جہد و مشقت اللہ کی خاطر برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی بہت خوش ہوتا ہے چنانچہ اس مہینہ کے ختم پر جو رات آتی ہے اس کو انعام کی رات قرار دیا لیلۃ الجائزہ والی اس رات میں ایسے مخلص بندوں کو خوب سے خوب تر نوازا جاتا ہے، اور اس کا دن عید کا دن بنادیا یعنی عمومی خوشی و مسرت کا دن۔

علماء دین نے اسی موضوع پر وقیع لٹریچر امت کے لیے پیش کیا ہے اور رمضان اور روزے سے متعلق کتابیں لکھی ہیں، تراویح کی بھی اہمیت و فضیلت پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے مختلف موقعوں پر "تعمیر حیات" کے لیے رمضان، روزے اور اس کے تحفہ عید سے متعلق مضامین تحریر فرمائے تھے۔ اس میں ان کا ایک اہم خطاب بھی ہے جو اس موضوع پر تکیہ رائے بریلی کی مسجد میں آج سے آٹھ سال قبل کیا تھا، جو بڑا روح پرور اور ایمان افروز ہے۔

عزیزی مولوی محمود حسن حسنی نے انہیں اکٹھا کیا تو ایک کتاب کی صورت ہوگئی جسے مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ شائع کرنے جارہی ہے جو اس کے لیے سعادت کی بات ہے۔

امید ہے لوگ اس کو پڑھیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے تاکہ اس مہینہ کی صحیح طور پر قدر دانی کی جاسکے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی
تکیہ کلاں دائرہ حضرت شاہ علم اللہؒ
رائے بریلی

۹ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

www.abulhasanalinadwi.org

نزول قرآن کا مہینہ

رمضان المبارک کا مہینہ پورے ہجری سال میں اپنی نوعیت کا خاص اورربانی صفت کا حامل مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک بڑی اس خصوصیت کا اظہار فرمایا ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل کیا گیا جوراہ ہدایت کی کھلی رہنمائی رکھتا ہے اورحق وباطل کے درمیان میں فرق واضح کردینے والی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب ہدایت کوایسا اعلیٰ رتبہ اور خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ زمین اوراہل زمین اس کو عام حالات میں اُٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے لیکن انسانوں کے فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کواتارااوراس کے اتارنے کوبڑی نعمت اورزمین والوں کے لیے عزت قراردیا، اوراس بات کا اظہار فرمایا کہ یہ کلام اتنا بلند اور بھاری ہے کہ پہاڑ پراگراتارا جاتا توپہاڑلرز جاتا اور پھٹ جاتا، اورایک دوسرے موقع پرایسی بلنداوربھاری طاقت کہ زمین پرظاہر ہونے کی مثال بھی دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلی دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تواللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر پہاڑ برداشت کرسکتا ہوتوسوچو اورجب پہاڑ پرایک جھلک ڈالی توپہاڑلرزکرپھٹ گیا، توجب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے متعلق اسی طرح کی مثال دی کہ پہاڑ پراگر یہ نازل ہوتوپہاڑلرزکرپھٹ جائے پھرانسان کے ساتھ یہ کرم فرمایا کہ اس کے فائدے کے لیے قرآن مجید کوایسے پردے کے ساتھ اتارا کہ انسان اس کواٹھارہا ہے اورقرآن مجید کی اسی مخصوص عظمت کے حوالہ

سے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کو پُرعظمت مہینہ قرار دے دیا جس میں قرآن مجید آسمان دنیا سے زمین پر نازل ہونا شروع ہوا رمضان کے مہینہ کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا اور قرآن مجید وہ کلام ہے جو انسانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہدایت کے لیے کھلی دلیلیں رکھنے والا ہے، اور حق و باطل کے درمیان میں فرق واضح کرنے والا ہے، اور فرمایا کہ تم میں جس کو وہ مہینہ ملے وہ اس میں روزہ رکھے، وہ آیت کریمہ یہ ہے:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ، هُدىً لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِنَ الْهُدىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" (سورہ بقرہ، آیت: ۱۸۵)۔

اس آیت سے یہ ظاہر ہوا کہ اس مہینہ کو اس میں اللہ کا کلام پاک نازل ہونے سے اس کی مخصوص عزت ملی اور اسی بناء پر اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت اور قرآن مجید سے استفادہ کے اہتمام کی تاکید بھی آئی ہے، یہ مہینہ قرآن مجید کے نازل ہونے سے منور مہینہ بن گیا، اور اس کے منور ہونے کے لحاظ سے اس میں اس ذات کریم و عظیم کا شکر ادا کرنے کا عملی اہتمام رکھا گیا جو روزے کی شکل میں اور رات کی عبادت کی شکل میں عالم اسلام میں نمایاں نظر آتا ہے، اس مہینہ کو یہ خصوصیت عطا کی گئی کہ اس کو رب العالمین کے احسان کا شکر عبادت کے ذریعہ سے اس طرح رکھا گیا کہ وہ شکر و عبادت کے لیے زمانہ تربیت بھی بن گیا کہ اس مہینہ کو مدت تربیت بنا دیا گیا، پروردگار عالم جس نے انسانوں کو اپنی بے انتہا نعمتوں سے نوازا ہے، وہ خالق بھی ہے اور مالک بھی ہے جس کا شکر اس کی مرضی کے لیے اپنی طبیعت کو اپنی خواہش و آرام سے ہٹا کر اس کے حکم کی بجا آوری کی جائے، انسان کی پسند اور خواہش عام طور پر تین چیزوں میں منقسم ہوتی ہے ایک تو کھانے پینے کی لذت، دوسرے خواہش نفس اور تیسرے آپس کے معاملات

www.abulhasanalinadwi.org

میں دلچسپی کا آزادانہ رویہ ان تینوں چیزوں میں عام طور پر آدمی اپنی طبیعت کو لگا تا ہے، اپنی پسند کے مطابق کھاتا پیتا ہے اور خواہش نفس کا موقع ملنے پر اس کو پورا کرتا ہے اور آپس میں بات چیت میں زیادتی پر اتر آتا ہے، کسی کو بُرا بھلا کہتا ہے، کسی کی غیبت کرتا ہے، اور کسی کی حق تلفی کرتا ہے، اور زیادتی کرتا ہے۔

روزے میں ان تینوں چیزوں سے پورا پرہیز کرایا گیا ہے اور چونکہ غیر محدود مدت کے لیے کم سے کم کھانے پینے کو نہیں روکا جا سکتا اس لیے اس کو ٹکڑوں میں پورے مہینہ میں پھیلا دیا گیا ہے اور یہ ٹکڑے شب و روز میں وہ حصے ہیں جن میں ان آزادیوں کا موقع زیادہ ملتا ہے مثلاً فجر کے وقت سے لے کر شام تک لہٰذا روزآنہ ان حصوں میں پابندی لگا دی گئی اور تسلسل کے ساتھ بار بار یہ پابندی کرنے سے عبادت واطاعت کے مواقع بھی مسلسل بن جاتے ہیں اور بار بار کرنے سے اس نیکی کی مشق وتربیت بھی ایک مہینہ تک ہوتی ہے جو سال بھر کے لیے انسان کے لیے معیارِ عمل بن جاتی ہے کہ روزآنہ دس بارہ گھنٹے جو آدمی کے کھلی زندگی یعنی دن کے وقت کے ہیں، اپنی پسند کو قربان کر کے اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل اپنے نفس کے تقاضے کو دبا کر اپنے پروردگار کی رضامندی کی علت اپنے مادی تقاضوں کو دبا کر روحانی تقاضے کو پورا کرنے کا عمل اور اس طریقہ سے اس تربیتی عمل کو دو خصوصیتیں حاصل ہوگئیں، ایک تو سال کے دوسرے دنوں کے مقابلہ میں ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ شکر وعبادت کرنے کا موقع کہ جس کی بڑی قبولیت کا وعدہ بھی پروردگار کی طرف سے بہت کیا گیا ہے، روزہ جو صبح سے شام تک اس پابندی اور احتیاط کا نام ہے اس کے اجر وثواب کے بارے میں حدیثوں میں بڑے اونچے الفاظ آتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارا پروردگار فرماتا ہے:

www.abulhasanalinadwi.org

"کل حسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف، والصوم لی وانا اجزی بہ..الخ (سنن ترمذی، ابواب الصوم، باب فضل الصوم) کہ ہر نیکی کا اجر وثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے اور روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔

صحیح بخاری (کتاب التوحید) میں ہے "لکل عمل کفارة والصوم لی وانا اجزی بہ" مسلم شریف، نسائی شریف میں بھی اس خصوصیت کا ذکر ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ یہ لفظ "اجزیٰ بہ" ہے یعنی یہ کہ اس کے بدلہ میں میں خود اپنے کو دیتا ہوں اور محبوب کے ملنے سے زیادہ اونچا بدلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ (فضائل رمضان)

عام دنوں میں شکر وعبادت کا جو اجر رکھا گیا ہے رمضان میں اس کو کرنے پر ستر گنا اجر رکھا گیا ہے، تو ایک خصوصیت تو یہ ہوئی کہ شکر وعبادت کا یہ کثیر المنفعت مہینہ بن گیا، اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ سال بھر کے لیے اطاعتِ الٰہی کے عمل کی باقاعدہ تربیت کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے، اس طرح مومن کی زندگی برابر اطاعت الٰہی اور عبادت الٰہی کے لیے تازہ کی جاتی رہی ہے، اور اس میں زوال کا خطرہ تقریباً ختم ہو جاتا ہے، ہر سال اس مہینہ کی اطاعت اور عبادت کی نئی مشق ہو جاتی ہے اور باقی مہینوں کے لیے مومن کا ایمان تازہ دم ہو جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم کلام جو پہاڑ نہیں اٹھا سکتا تھا، اس کو اس کے سنبھالنے کا فریضہ اس مہینہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے آسان ہو جاتا ہے اور روزے کے عمل سے رب العالمین کا کلام کلام عظیم اور اس کی وجہ سے اس مہینہ کو جو خصوصیت ملی ہے اس کا حق ادا کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور اس سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہونے پر عید کا پُرمسرت اور مبارک تحفہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ

اور روحانی تربیت کا سالانہ نظام

رمضان المبارک کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے، ایمان وعبادت کا مہینہ ہے، مسلمان کو مسلمان بن کر اور اپنے اعمال کو خدا کی خوشنودی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کا مہینہ ہے، دولت مند کو اپنی دولت مندی کے ذریعہ خدا کو راضی و خوش کرنے کا، اور غریب کو اپنی غریبی کے باوجود نیک عمل کرنے کا مہینہ ہے، یہ مہینہ آتا ہے تو فضا کو پُرنور بنا دیتا ہے، اہل ایمان میں مسرّت کی لہر دوڑا دیتا ہے، مسلمانوں کی صبح و مساء کو عجیب رونق سے پررونق بنا دیتا ہے، بڑے عمر کے لوگ خلوص عمل کے ساتھ نیکی پر کاربند ہوتے ہیں، چھوٹی عمر کے افراد اس ماہ کی پُرلذت افطاری سے سرور ولطف حاصل کرتے ہیں۔ اس کی قبل فجر کی سحریاں اور اس کے غروب شمس کی افطاریاں اس کی راتوں کا ذکر وعبادت، اس کے دنوں کی تلاوت، سب اس ماہ کی رونق کو دوبالا بناتی ہیں، پھر ان سب باتوں پر حاصل ہونے والا اجر ہر مومن کے دل کو پُرسرور بناتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر مخصوص اجر دینے کا وعدہ ہے۔

رمضان کا روزہ درحقیقت متنوع قسم کے اعمال کا مجموعہ ہے، اس میں مسلمان کو اپنے پروردگار کی رضاء کی طلب میں اپنے نفس کو مارنا پڑتا ہے، اس میں

www.abulhasanalinadwi.org

آخرت کے اجر کے لیے اپنے مال کو صرف کرنے کا، اپنے پروردگار کی یاد کو دل میں جگانے کے لیے نماز وتلاوت کا خاص موقع ملتا ہے، اپنی زبان کو خوبی اور نیکی کا پابند بنانے کا ماحول ملتا ہے، اپنے وقت کو ستھرے اور پاکیزہ کام کے ساتھ وابستہ کرنے کا داعیہ ملتا ہے اور نیک عمل کی توفیق ہوتی ہے۔

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیاطین قید سلاسل کردیئے جاتے ہیں، شیاطین جن کا کام بس یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اچھے کاموں سے برگشتہ بنائیں اور برے کاموں کے سبز باغ دکھائیں، اس ماہ میں اپنے اس ظالمانہ اور گندے کام سے روک دیئے جاتے ہیں، اس کے نتیجہ میں نیکی کرنے والوں کی نیکی کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور برائی اختیار کرنے والوں کو برائی کی طرف مائل ہونے میں اتنا داعیہ نہیں باقی رہتا جتنا غیر رمضان میں ہوتا ہے۔

ہر انسان نفس ونفسانیت سے بھی مرکب ہے، انسان کا نفس لذت کوش اور راحت طلب ہوتا ہے اس میں طمع کا مادہ بھی ہوتا ہے اور خود غرضی کا جذبہ بھی ہوتا ہے، زندگی کی بہت سی برائیوں کو اختیار کرنے میں انسان کا نفس محرک بنتا ہے اس میں شیطان کی کوشش پر ہی انحصار نہیں شیطان اس میں صرف بڑھاوا دیتا اور طاقت پہونچاتا ہے اور مزید بڑی برائیوں کی طرف مائل کرتا ہے اور ان میں معاونت کرتا ہے۔ رمضان میں جو برائیاں کی جاتی ہیں وہ اس لیے کم ہوتی ہیں کہ...... وہ صرف نفس کے اثر سے ہوتی ہیں ان کو شیطان کا سہارا نہیں ملتا۔

لیکن انسانی نفس بعض انسانوں میں اور بعض موقعوں پر اتنا قوی اور موٹا ہوجاتا ہے کہ اس کو اپنے برے اقدامات کے لیے شیطان کے سہارے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی، یہ نفس رمضان کے مہینہ میں بھی اپنا کام کرسکتا ہے اور کرتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن اللہ تعالیٰ نے روزہ میں یہ بھی اثر رکھا ہے کہ وہ نفس کو کمزور کردے اور اس کو اس کے برے اثرات سے روکے اور اس کے اثر کو کم کردے، کیونکہ روزہ درحقیقت نفس کے خراب اثر کو توڑنے کا عمل ہے، انسان کا پیٹ جب خالی ہوتا ہے اور پیاس کا احساس ہوتا ہے تو برائیوں کی طرف اس کا رجحان کمزور پڑ جاتا ہے، انسان میں بھرے پیٹ کے ساتھ...... غلط کاموں کی طرف جو میلان ہوتا ہے وہ خالی پیٹ میں اور انسانی خواہش کی عدم تسکین کے موقع پر نہیں ہوتا، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جس کو نفسانی خواہش زیادہ ہوتی ہو لیکن اس کے پاس ازدواجی زندگی اختیار کرنے کی مالی سکت نہ ہو روزے رکھنے کی تلقین فرمائی تا کہ وہ اپنی خواہش پر غالب آسکے اور اس کی خاطر غلط کام میں مبتلا نہ ہو جائے۔ روزہ کی ساخت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ وہ نیکیوں کی راہ بناتا ہے اور گناہوں کی راہ روکتا ہے لیکن روزہ کے اثرات اور اس کی نیک فضا اسی وقت اپنا عمل کرتی ہے جب روزہ کو اس کے آداب اور اس کی مقررہ احتیاطوں کے ساتھ رکھا جائے وہ خدا کے لیے ہو، اپنے کسی مادی یا خود غرضانہ مقصد کے لیے نہ ہو، روزہ میں جو باتیں ممنوع قرار دی گی ہیں ان سے پورا پرہیز ہو، اور روزہ کی فضاء کو قائم کرنے کے لیے جو اعمال بتائے گئے ہیں وہ اختیار کیے جائیں۔

روزہ یوں ظاہر میں فجر کے وقت سے غروب آفتاب کے وقت تک کھانے پینے اور ازدواجی عمل سے بچنے کا نام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جھوٹ سے، غیبت سے اور زبان و ہاتھ کے دوسرے گناہوں سے پورا پرہیز کا نام بھی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا کہ کسی نے روزہ رکھا اور کھانے سے پرہیز کیا لیکن غیبت، جھوٹ جیسے کاموں سے پرہیز نہیں کیا تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ وہ بھوکا پیاسا رہے، اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

مطلب یہ ہوا کہ ایسے شخص کا روزہ بیکار گیا، اسی لیے بعض ائمہ فقہ کے یہاں جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن سب ائمہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ روزہ کا ظاہری عمل تو انجام پا جاتا ہے کیونکہ اصل شرط پوری ہو گئی لیکن اس کا ثواب جاتا رہتا ہے کیونکہ اس کے آداب کا لحاظ نہیں کیا۔ روزہ کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کا موسم بنایا ہے اس میں جس قدر نیکی کرنے کی صورتیں بنتی ہیں دوسرے اعمال میں مشکل سے بنتی ہیں، اس میں تو ایک خود روزہ ایک بڑا عمل ہے، پھر اس میں نمازیں ہیں، تلاوت قرآن مجید ہے، غریبوں کی مدد ہے، اور بلا قید اور ہر وقت کھانے پینے سے روک ہے، اور زہد کی کیفیت اپنانے کا موقع ہے۔

پھر بطور مزید اس میں نیکی کرنے کا ثواب ستر گنا کر دیا گیا ہے، غیر رمضان میں کی جانے والی ایک نیکی اور رمضان میں کی جانے والی ایک نیکی کے ثواب میں ایک اور ستر کا فرق ہے۔

پھر رمضان میں روزے رکھنا چونکہ تمام مسلمانوں پر بیک وقت ضروری کیا گیا ہے اس لیے مسلمانوں کے معاشرہ میں اس پوری مدت میں ہر طرف ایک ہی فضا بن جاتی ہے اور وہ فضا نیکی کی، ہمدردی کی، نرم خوئی کی، اور آخرت طلبی کی، احتیاط و عبادت کی فضا ہوتی ہے۔

اسی لیے رمضان میں ان لوگوں کو جن کو بیماری یا سفر کے عذر کی وجہ سے روزہ موخر کرنے کی اجازت دی گئی ہے ان کو بھی یہ منع ہے کہ وہ بر سر عام کھائیں ——— ان کو حکم ہے کہ سب سے علاحدہ جگہ ایسا کریں تا کہ روزہ کی فضا متاثر نہ ہو۔

رمضان دراصل نفس کو قابو کرنے اور اس کی بری طاقت کو کمزور کرنے کا ایک سالانہ تربیتی نظام ہے اس نظام سے ہر مسلمان کو سال میں ایک مرتبہ گزرنا پڑتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

ضرورت ہے کہ جس طرح ہم زندگی کی ضروریات کے لیے کسی بھی سالانہ تربیتی کیمپ یا تربیت گاہ میں وقت توجہ وعمل کے ساتھ گزارتے ہیں رمضان کے اس نظام میں بھی اس کے آداب اوراحکام کے مطابق وقت گزارا کریں تا کہ ہم اس سالانہ تربیت گاہ سے پوری طرح کامیاب ہوکراورایک صالح اور سچے مسلمان بن کرنکلا کریں۔

روزہ کی افادیت اورعنداللہ اس کی اہمیت کی یہ بڑی دلیل ہے کہ اللہ نے دوسرے اعمال کے مقابلہ میں اس سے اپنی پسند زیادہ ظاہر کی ہے، حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بتایا گیا ہے کہ:

"عن أبی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر أمثالها الىٰ سبع مأة ضعف قال اللّٰه تعالىٰ ألا الصوم فانه لی وانا اجزی به يدع شهوته وطعامه من أجلی" (رواه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزہ کی فضیلت اورقدر وقیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہراچھے عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لیے ایک تحفہ ہے، اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر وثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اوراپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اورنفس کشی کا صلہ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان اوراس کے روزوں کی قدر کی توفیق دے۔ آمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

رمضان المبارک

مسلمانوں کی بڑی دینی دولت

ماہ رمضان مسلمانوں کی ایسی دینی دولت ہے جس سے ان کو مختلف النوع فوائد حاصل ہوتے ہیں، عبادت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے متعدد گوشے اصلاح ودرستگی کے عمل سے گزرتے ہیں، آپس کی ہمدردی غم خواری، تعاون اور انسانی احساسات کی صحیح کارفرمائی کا یہ بہترین موقع ہوتا ہے، چنانچہ رمضان کے زمانہ کو صحیح طریقہ سے گزارنے کے بعد ایک مسلمان عبادت کی شاندار ادائیگی کے ساتھ غفلتوں، انسانی کدورتوں اور ترش مزاجی کی کیفیت سے پاک ہوکر نکل سکتا ہے، روزہ دار کو ایک ماہ تک ان تمام باتوں سے پرہیز کرنا ہوتا ہے جو انسان کے نفس کو موٹا اور اس کی طبیعت کو اچھے انسانی اخلاق سے برگشتہ بناتی ہیں، اس کو ایک طرف اپنے پروردگار کے سامنے بندگی کی ذمہ داریوں کو انجام دینے کا بھرپور موقع ملتا ہے، دوسری طرف اپنی انسانی برادری کے ساتھ ہمدردی اور دلداری کے حقوق بھی ادا کرنے ہوتے ہیں، بندگی کے اظہار میں عمل عبادت کے ساتھ اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے اپنی راحت اور اپنی مرضی کو قربان کرنا ہوتا ہے، اس قربانی میں نفس کی قربانی بھی ہوتی ہے اور بدنی راحت کی بھی قربانی ہوتی ہے، اس کے اختیار کردہ معمولات

www.abulhasanalinadwi.org

میں فرق لے آیا جاتا ہے، کھانے پینے کے وقفوں کو طویل کردیا جاتا ہے اور ان کے اوقات میں بھی تبدیلی کردی جاتی ہے، وہ جس وقت کھانا کھاتا تھا اس وقت اس کو روک دیا جاتا ہے اور جس وقت وہ عموماً نہیں کھاتا اس وقت اس کو کھانے کا وقت بتایا جاتا ہے، اس کے لیے طلوع فجر سے قبل جب کہ اس کے بیدار ہونے سے کم از کم گھنٹہ دو گھنٹہ قبل کا وقت ہوتا ہے اٹھ کر کھانا کھانا تجویز کیا جاتا ہے، اور جب وہ دن کے اوقات میں اپنی راحت کے مطابق کھانا کھایا کرتا ہے ان اوقات میں اس کو منع کردیا جاتا ہے، پھر سورج غروب ہوتے ہی اس کو کھانے کی صرف اجازت ہی نہیں ملتی بلکہ اس وقت اس کے لیے یہ کام اجر وثواب کا کام قرار دیا جاتا ہے، پھر یہ سلسلہ پورے ایک ماہ چلتا ہے، اس سلسلے میں کھانے کے علاوہ پانی پینے کو بھی شامل کیا جاتا ہے، اس طرح روزہ دار کو اپنے پروردگار کے حکم پر بھوکا پیاسا رہنا ہوتا ہے اور پھر اسی کے حکم سے کھانا پینا اختیار کرنا ہوتا ہے، روزہ کی یہ پابندیاں اپنی نوعیت کی خاص قسم کی پابندیاں ہیں، دوسرے مذاہب میں ایسی جامعیت وسیع دائرے کی نہیں ملتی، پھر اسلام میں اس طرح کی پابندیوں کو صرف کھانے پینے تک ہی محدود نہیں رکھا گیا ہے بلکہ ان کے دائرے کو آپس کی ہمدردی بھائی چارہ اور ضرورت مندوں کی مادی مدد تک پھیلا دیا گیا ہے، بھوک پیاس کے دائرے سے وسیع کرکے خواہش نفس ونفسانیت کے دائرے تک وسیع کردیا گیا ہے، دوسرے کی برائیوں اور کمزوریوں کا تذکرہ، جھوٹ اور غلط بات کا منھ سے نکالنا، نفسانیت کے کام کرنا بہت برے عمل قرار دیئے گئے ہیں اسی کے ساتھ ساتھ ضرورت مندوں کی ضرورت کی فکر کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا اور اپنے مال کو دوسرے کی مدد میں صرف کرنا وہ اچھے کام ہیں جن کی اس مہینہ میں بہت تاکید کی گئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

روزوں کو ظاہری طور پر دیکھنے میں تو یہی نظر آتا ہے کہ یہ صرف کھانے پینے میں چندر کاوٹوں پر عمل کرنے کا کام ہے لیکن یہ درحقیقت چند در چندر کاوٹوں پر عمل کرنے کا کام ہے جن میں نفس کشی، اخلاق شائستگی، انسانی ہمدردی اور بھائی چارہ داخل ہے۔

رمضان المبارک کا یہ مہینہ درحقیقت پروردگار کے سامنے بندگی کے اظہار کا ایک ماہ کا ایک خاص تسلسل ہے جو گیارہ مہینوں کے وقفہ سے ہر سال آتا ہے اس میں رکھے جانے والے روزوں میں ایک مسلمان اپنے پروردگار کی مرضی کے حصول کے لیے اپنی زندگی کو گہری تابعداری اور تعمیل حکم میں ڈھالتے ہیں، اس کی اہمیت وعظمت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ پروردگار نے اس عمل کی جزاء خصوصی طور پر اپنی طرف سے دینا رکھی ہے جو عام قاعدوں سے ہٹ کر دی جائے گی، روزوں کے اس مہینہ کی برکت وعظمت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اس میں بڑے شیاطین قید کردئے جاتے ہیں اور بندگان خدا کو ان کے شر سے محفوظ کردیا جاتا ہے، اس مہینہ کو روزوں کے علاوہ کئی اہم اسلامی خصوصیات ومواقع کے ساتھ وابستہ بھی کیا گیا ہے، اس ماہ میں قرآن مجید نازل ہوا جو آخری اور جامع ترین کتاب ہدایت ہے۔

قرآن مجید کا اسی ماہ کے ساتھ خاص تعلق ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کی یہ عظیم خصوصیت بتائی ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا فرمایا "شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدیً للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان" ۔ کہ رمضان کا یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے اور (اس میں) ہدایت کی روشن باتیں ہیں اور حق وباطل کے درمیان فرق واضح کرنے والا ہے۔

قرآن مجید شروع سے آخر تک حرف بحرف پروردگار کون ومکان کے الفاظ

www.abulhasanalinadwi.org

میں ہے، انسانوں کو یہ کلام سننے اور زبان سے اس کو ادا کرنے کی سعادت ایسی سعادت ہے کہ کوئی دوسری سعادت مشکل سے اس کے مساوی ہوسکتی ہوگی اس سعادت کی یہ علامت ہے کہ اس کے ہر حرف کو منھ سے ادا کرنے پر دس نیکیاں حاصل ہوسکتی ہے، پھر صرف یہی نہیں کہ مسلمان ان عظیم و متبرک الفاظ کو اپنی زبانوں سے ادا کرتے ہیں بلکہ ان الفاظ و عبارتوں کے ذریعہ دلوں اور دماغوں کو اعلیٰ غذا بھی فراہم کی گئی ہے فرمایا کہ "فیہ ھدیً و شفاء" کہ اس کلام الٰہی میں اچھی باتوں کی رہنمائی اور صحت بخش چیزیں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

زمینی مخلوق - آسمانی عمل

روزہ ایسی عبادت ہے جس میں متعدد و مختلف عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں، اس میں بیک وقت کئی عبادتیں انجام پاتی ہیں، وہ ایسی روحانی حالت پیدا کر دیتا ہے جس میں یہ زمینی و مادی کیفیت کافور ہونے لگتی ہے، اور روحانی و نورانی کیفیت چھا جاتی ہے۔

روزہ کا طرز و ساخت ایسی رکھی گئی ہے کہ اس میں فرشتوں جیسی زندگی ابھرتی ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہیں جو نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ ان کو زمینی مخلوقات کی طرح زمینی ضروریات پیش آتی ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لو لگائے اس کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں، نہ تھکتے ہیں اور نہ نافرمانی کرتے ہیں، روزہ دار کی زندگی ممکن حد تک ایسی ہی زندگی بن جاتی ہے۔

زمینی مخلوق کا فرد ہونے کی وجہ سے اس کو لازمی تقاضائے بشری تو پورے کرنے ہوتے ہیں، لیکن دیگر ممکن اور اختیاری معاملات میں روزہ دار فرشتوں کی طرح عبادات و اطاعت میں لگا رہتا ہے، نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ کوئی نافرمانی کرتا ہے۔

روزہ دار اس طرح کی زندگی اختیار کرنے میں کامیاب اور مقبول روزہ دار ثابت ہوتا ہے اور اس میں کوتاہی کرنے میں کوتاہی کے بقدر روزہ کے فائدے سے محروم ہو جاتا ہے۔

روزوں کا یہ زمانہ چونکہ سب مسلمانوں کے لئے ایک ہی وقت میں آتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اس لئے ایک عمومی منظر اور ماحول بن جاتا ہے، اور ایسا ماحول بنانے کی تاکید بھی آئی ہے حتی کہ بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے والے کو بھی تاکید ہے کہ وہ علی الاعلان اپنے روزہ نہ رکھنے کا مظاہرہ نہ کرے تاکہ روزہ کی فضا متاثر نہ ہو۔

مسلمانوں کو اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ ایسے زمانہ میں جو روحانی اور ملائکہ کے طرز زندگی کا اظہار کرنے کے لئے ان کو دیا گیا ہے، اس سے وہ کہاں تک عہدہ برآ ہو رہے ہیں اور اگر ان سے کچھ کوتاہی ہوتی ہے تو وہ اس کو دور کرنے کی کیا کوشش کرتے ہیں، وہ اپنی پوری زندگی میں فرشتے نہیں بن سکتے تو کیا ان کو جو تھوڑا سا موقع اس بات کا مظاہرہ کرنے کے لئے دیا گیا ہے اس سے وہ بقدر استطاعت فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتے، اور اپنے پروردگار کی رحمتوں اور رضامندیوں سے مالا مال نہیں ہو سکتے!

ہماری عام زندگی تو دینی کمزوریوں اور عملی کوتاہیوں سے پُر رہتی ہے، دنیاوی راحتوں اور لذتوں کی فکر، دنیاوی فوائد کے حصول کی فکر، ہر وقت نفس کی خواہشات کی فکر، اپنے شوق و خواہش کے اثر سے دوسروں کے ساتھ زیادتی و حق تلفی، کسی کی غیبت، کہیں جھوٹ، کسی کے ساتھ زیادتی، کسی کی حق تلفی، ہماری زندگی کم وبیش ان باتوں سے داغدار رہتی ہے، سال بھر میں صرف ایک مہینہ ہم کو دیا گیا ہے کہ ہم ان تمام بری اور نامناسب باتوں سے پرہیز کی مشق کریں، اور کوشش کریں کہ ہماری زندگی ان سب باتوں سے جتنا ممکن ہو پاک ہو، اگر اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ فرشتوں کے کارنامہ سے بڑا کارنامہ ہوگا، کیونکہ فرشتے ایسا کرنے پر فطری طور سے مجبور ہیں، لیکن ہم زمینی مخلوق ہونے کے باعث فطری طور پر مجبور نہیں ہیں، ہم اپنے ارادہ اور فکر مندی سے اس کو اختیار کریں گے، فرشتوں کو ایسی حالت کے لئے قربانی نہیں کرنی پڑتی، ہم محنت و قربانی سے اس کو اختیار کر سکیں گے، اس لئے انسان اگر فرشتوں جیسی

حالت اختیار کرے تو اس کا رتبہ فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے۔

رمضان کا مہینہ ایک عجیب نعمت کا مہینہ ہے، زمینی مخلوق کو کچھ وقت کے لئے آسمانی مخلوق بنا دینے والا مہینہ ہے ایسی غیر معمولی اور نادر نعمت ملنے پر اس کی قدر نہ ہو تو بڑی محرومی کی بات ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین شخصوں کے لئے محرومی و بربادی کی بددعا پر آمین کہی، ان میں سے ایک وہ شخص تھا جس کو رمضان کا موقع ملے اور وہ اس کا حق ادا کر کے اپنی بخشش نہ کرا سکے، اور رمضان کی قدر کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر عمل کی جزا تو ویسی ہی ہوگی جیسی یہاں کی گئی ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے ساتھ مخصوص ہے، میں اس کی جزا خود اپنے سے دوں گا۔

رمضان المبارک تین عشروں پر مشتمل ہوتا ہے، پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا مغفرت کا، تیسرا آگ سے خلاصی کا، روزہ دار رمضان شروع ہوتے ہی اس میں نازل ہونے والی رحمتوں سے مستفید ہوتا ہے، اگر مستفید نہ ہو سکا تو اگلے عشرہ میں اپنے پروردگار سے معافی و مغفرت کو حاصل کر لیتا ہے، اور یہ بھی پوری طرح نہ ہو سکا تو تیسرا عشرہ آگ سے خلاصی کا ملتا ہے کہ اس میں جو امکانات و وسائل رکھے گئے ہیں ان کے سہارے اپنے کو عذاب سے تو محفوظ کروالیتا ہے۔

آخری عشرہ اہم ترین عشرہ ہے اس میں پانچ راتیں شب قدر کی تلاش کے لئے رکھی گئی ہیں، ان پانچ راتوں میں سے ایک رات ایسی ہے جو اپنے اجر و ثواب، رحمت و برکت و نورانیت کے لحاظ سے ایک ہزار راتوں سے بھی افضل بتائی گئی ہے اس رات میں عبادت اور رضائے الٰہی کے کاموں کا رتبہ ایک ہزار راتوں سے زیادہ کی

www.abulhasanalinadwi.org

قیمت رکھتا ہے، اس رات میں فرشتوں اور رحمت الٰہی کا عظیم الشان نزول ہوتا ہے، اور اس نورانی نزول سے جو بھی ذرا توجہ کرے باآسانی فیض یاب ہوسکتا ہے۔

رمضان کے مہینہ کا آنا مسلمان کے لئے ایک عظیم ترین موقع ہے جس میں وہ اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کو دھوکر اپنے کو روحانی طور پر پاک وصاف کرسکتا ہے اور رحمتوں اور برکتوں کے ذخیرے جمع کرسکتا ہے، اس میں اس کا بھی موقع ہے کہ اگر شروع میں پوری توجہ نہ ہوسکی ہو تو درمیان اور آخر میں موقع ہے اور درمیان میں بھی کوتاہی ہوگئی تو آخری عشرہ بہترین اور آخری موقع ہے اس سے غفلت برتنے اور کوتاہی کرنے کی گنجائش نہیں۔

ہم کو آخری عشرہ کا استقبال پوری توجہ سے کرنا چاہئے اور اس کی روحانی نعمتوں اور برکتوں سے اپنے آپ کو مالا مال کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، اور رمضان شروع ہونے پر روحانی آواز لگانے والے کی صدا پر لبیک کہنا چاہئے، کہ "ویاباغی الخیر أقبل یاباغی الشر أقصر" (کہ اے نیکی کے طالب آگے آ، اور اے بدی کے طالب پیچھے ہوجا)۔

تراویح - رمضان کی اہم خصوصیت

اور قرآن مجید کی حفاظت کا بڑا ذریعہ

قرآن مجید ایک طرف تو انسانی رہنمائی کے لئے معجزانہ سطح کی عظیم المرتبت کتاب ہے، دوسرے اس کا پڑھنا سعادت بھی ہے، اللہ رب العزت کے اس کلام قرآن مجید کا رمضان المبارک سے بہت خصوصی تعلق ہے، اسی ماہ مبارک میں وہ نازل کیا گیا، اس کی اس خصوصیت کا خاص طور پر ذکر فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ ،هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَی وَالْفُرْقَانِ﴾.

اور رمضان کے مہینہ کی خصوصیات سے قرآن مجید کا تعلق بھی بہت ظاہر ہوتا ہے، اس ماہ مبارک میں وہ خوب پڑھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بہت پڑھے جانے کا انتظام ہے، خاص طور پر نمازوں میں اور تراویح کی نماز تو شاید خاص طور پر اسی لئے رکھی گئی ہے، وہ پروردگار عالم کا کلام مقدس ہے، اس لئے اس کا پڑھنا بھی اسلامی عبادت ہے، تراویح کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ایک بڑا ذریعہ بنایا ہے، اس کی وجہ سے قرآن سے اشتغال بہت ہی بڑھ جاتا ہے، اگر تراویح نہ

ہوتی تو قرآن پر توجہ رمضان میں اتنی زیادہ نہ ہوتی، اسی تراویح کا نتیجہ ہے کہ پوری دنیا میں ہزاروں لاکھوں حفاظ قرآن پاک کو سناتے ہیں، جس کی وجہ سے قرآن پاک کی حفاظت کا بہترین انتظام ہے۔

رمضان المبارک میں تراویح کا عمل ایک مفید اور دینی تقویت کا بہترین ذریعہ ہے نیز اس کا قرآن مجید سے بہت گہرا تعلق ہے، اس میں قرآن مجید کے سننے اور سنانے کا ایسا زریں موقع حاصل ہوتا ہے جس سے سننے اور سنانے والے دونوں ہی بڑا فائدہ اٹھاتے ہیں اور کلام الٰہی کو سننے اور سنانے میں رضائے الٰہی کا جو حصول ہے وہ دینی ترقی اور قبولیت کا قیمتی ذریعہ ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اس عمل سے قرآن مجید کی حفاظت کے عمل کو بڑی تقویت ملتی ہے اور ایمان والوں کو اس کی تقویت کا ذریعہ بننے کی سعادت ملتی ہے جس کی حفاظت کا اصلاً خود اللہ رب العالمین نے وعدہ فرمایا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾

مسئلہ کی رو سے تراویح ایک سنت عمل ہے اور وہ جماعت کے ساتھ عمل میں لائی جاتی ہے اور رمضان کی خصوصیات میں داخل ہے، اس طرح وہ بہت اہمیت بھی رکھتی ہے، دین میں اس کی اہمیت اور حقیقت پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے ''ارکان اربعہ'' میں جو تحریر فرمایا ہے وہ اس کے مختلف پہلوؤں پر اچھی روشنی ڈالتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس امت میں تراویح کی حفاظت اور اس کے اہتمام کا جذبہ بھی پیدا فرمایا ہے، تراویح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لیکن آپ نے تین دن پڑھ کر اس کو اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ کہیں یہ امت پر فرض نہ ہو جائے اور مشقت کا باعث ہو، ابن شہابؒ (زہری) روایت کرتے ہیں مجھ سے عروہؒ (ابن

www.abulhasanalinadwi.org

الزبیر) نے بتایا وہ کہتے ہیں، مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار دیر سے رات میں اپنے گھر سے نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ اور کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی، جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو شروع کی اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے، دوسرے روز جب آپ نے نماز پڑھی تو سب نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر صبح ہوئی اور اس کا چرچا ہوا، تیسری رات نمازیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی اور سب نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی، جب چوتھی رات آئی تو نمازیوں کی کثرت سے مسجد میں جگہ نہ رہی یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے اور نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کی موجودگی مجھ سے پوشیدہ نہیں تھی لیکن مجھے ڈر ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے، پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور یہی صورت رہی۔[صحیح بخاری ،باب فضل من قام رمضان]

آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل پیرا رہے اور اس امت نے مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں اس کی پوری حفاظت کی، یہاں تک کہ تراویح کی نماز تمام اہل سنت اور صالحین امت کی علامت بن گئی، اس کے علاوہ اس سے حفظ قرآن میں بھی بڑی مدد ملی، اس سلسلہ میں بعض ان ممالک کے ساتھ جو مرکز اسلام سے بہت دور تھے، اللہ تعالیٰ کا خاص فضل رہا، چنانچہ ہندوستان و پاکستان میں تراویح اور ختم قرآن کا جتنا اہتمام ہے اور عوام وخواص سب اس کے گرویدہ ہیں، یہ بات اس درجہ میں کسی اور ملک میں نہیں ملتی، یہاں محلہ کی چھوٹی چھوٹی مسجدوں میں بھی تراویح کا

www.abulhasanalinadwi.org

اہتمام کیا جاتا ہے اور کم از کم ایک ختم ضرور ہوتا ہے، بڑی اور خاص مساجد میں کئی کئی ختم ہوتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سنت کے التزام کی وجہ سے حفاظ کی تعداد میں بہت نمایاں اضافہ ہوا اور رمضان کی خاطر پورے سال قرآن مجید کے دور کا معمول بن گیا اور ایسے ایسے حفاظ پیدا ہوئے، جو حیرت انگیز کمالات رکھتے تھے اور حفظ قرآن کے شعبے میں غیر معمولی اور ممتاز حیثیت کے مالک تھے"۔(ارکان اربعہ:ص/ ۲۶۸،۲۶۹، از: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل رمضان میں بیہقی اور ابن خزیمہ کے حوالہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ آخر شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب فرمایا اور کہا کہ:

"قد أظلكم شهر عظيم مبارك شهر فيه ليلة خير من ألف شهر شهر جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعاً"۔

کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت عظیم برکت والا مہینہ ہے، اس میں ایک رات ہے شب قدر جو ہزاروں مہینوں سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام یعنی تراویح کو ثواب کی چیز بنایا۔

تراویح کے سلسلہ میں امت کا جو طرز عمل رہا ہے اور ائمہ دین نے اس کا جو اہتمام کیا ہے، اس سے اس کی اپنی انفرادیت وخصوصیت معلوم ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام رات کے ابتدائی حصہ میں عشاء کی نماز کے ساتھ کیا گیا اور تہجد کا اہتمام اخیر شب میں۔ تراویح کی نماز جماعت سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات فقہائے صحابہ کے مشورے اور اتفاق سے مقرر کی، اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سے امامت کرائی اور انہوں نے اس میں قرآن مجید

www.abulhasanalinadwi.org

سنایا، اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے عملی طور پر پورا اتفاق ظاہر کیا اور اس کی وجہ سے یہ سنت ہر طرف عام ہوگئی اور یہ شرف وسعادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی کہ اس عظیم سنت کا اجراان کے ذریعہ ہوا اور قرآن مجید زیادہ سے زیادہ پڑھنے کا بھی یہ ذریعہ بنی اور حفاظ کے لئے بڑی مبارک ثابت ہوئی کہ وہ اس کے ذریعہ قرآن مجید کی اپنے سینہ میں محفوظ رکھتے ہیں، صحابہ کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین اور دوسرے ائمہ ومحدثین، علماء وفقہاء اور دین پر عمل کرنے والوں نے اس کا التزام کیا اور حرمین شریفین میں بھی اس وقت سے تسلسل کے ساتھ تراویح پڑھی جاتی ہے۔

قرآن مجید مکمل کئے جانے کا عمل جاری ہے اور قرآن مجید مکمل ہونے کے بعد یہ طریقہ برقرار رہتا ہے، اس طرح یہ دو الگ الگ سنتیں بھی ہوئیں، تراویح میں پورا قرآن مجید سنا جائے اور پورے ماہ مبارک تراویح پڑھی جائے، اگرچہ تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے، لیکن اتنی اہم سنت ہے کہ محدث جلیل شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "ما ثبت بالسنۃ" میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ تراویح چھوڑ دیں تو اس کے چھوڑنے پر امام ان سے مقاتلہ کرے، تراویح اور اس کی جماعت نے وہ خصوصیت وامتیاز حاصل کیا کہ یہ اہل سنت والجماعۃ کا شعار بن گیا، چنانچہ روافض (شیعہ حضرات) اس سے پہلو تہی کرتے ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ روافض کو عام طور پر قرآن مجید یاد نہیں ہوتا کیوں کہ تراویح کی خصوصی تاکید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ملتی ہے، اس لئے وہ (شیعہ) اس سے دلچسپی نہیں رکھتے، لہٰذا وہ اس کے فیض سے محروم ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور دیگر تمام صحابہ نے مل کر اس پر عمل کیا، اس کے مبارک اور عظیم ہونے کے لئے تنہا یہ بات ہی کافی ہے۔

یہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فـانـه من يعش منكم فيسرى اختلافاً كثيراً ،فعليكم بسنتى وسنة الـخـلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ". [أبو داؤد والترمذى عن العرباض بن سارية]

اس لئے تراویح اور تہجد کا معمول جو رمضان کی راتوں میں رہا ہے، وہ اسی ماہ مبارک کی خاصیت ہے، رمضان کے بعد تہجد کی سنت اسی طرح پورے سال باقی رہتی ہے اور یہی وہ عظیم سنت ہے جس کا التزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر وحضر دونوں میں کیا ہے اور جب اس میں کسی مشغولیت اور کسی سبب سے کمی رہ گئی تو صبح اس کمی کو پورا فرمایا، آپ نے اس کا حکم نہیں دیا کہ امت دشواری میں نہ پڑے، لیکن ترغیب دی اور شوق دلایا اور اس کی فضیلت بیان کی چنانچہ تہجد صالحین کا شعار بن گئی البتہ یہ تنہا پڑھی جانی بہتر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

شب قدر کی فضیلت

اللہ رب العالمین کی طرف سے اپنے بندوں کے ساتھ سب سے زیادہ فضل وکرم اس کی رحمت اور مغفرت کے ذریعہ ہوتا ہے، اوراس نے اپنی رحمت کو خود اپنے غضب سے اوپر رکھا ہے، وہ اپنے بندوں کی کوتاہیوں اور ناشکریوں کے خطرناک ترین نتائج کو اپنی رحمت کے ذریعہ سے کم کردیتا ہے اور بندوں کے اچھے اعمال سے خوش ہوکر ان کے صلہ میں ان کے گناہوں کو ختم بھی کردیتا ہے، رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمت کا خاص مظہر بنایا ہے، اوراس کے آخری حصہ میں لیلۃ القدر (یعنی شب قدر) رکھ کر اس نے اپنی رحمت کے ذریعہ حیرت انگیز طریقہ سے اپنے بندوں کی دست گیری فرمائی، اوراس ایک رات کو ایک ہزار مہینوں کی راتوں سے بھی زیادہ فائدہ پہنچانے والی بنادیا، چنانچہ صرف اس ایک رات میں کئے جانے والے اعمال کو ایک ہزار مہینے کی راتوں میں کیے جانے والے اعمال کے مساوی کردیا ہے، اس رات کو قرآن مجید کے آسمانِ دنیا میں اترنے کا شرف عطا فرمایا، اوراس سے اس رات کی عظمت اوراس کی خیروبرکت میں غیر معمولی بلکہ بے حد وحساب اضافہ ہوا، اس رات کے لیے ایک جگہ فرمایا: "انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ" اور دوسری جگہ اس رات کی اہمیت وعظمت ایک مستقل سورہ میں بیان کی، فرمایا: "اِنَّا اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ ہ وَمَا اَدرَاکَ مَا لَیلَۃُ القَدرِ ہ لَیلَۃُ القَدرِ خَیرٌ مِّن اَلفِ شَھرٍ ہ تَنَزَّلُ المَلٰئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیھَا بِاِذنِ رَبِّھِم مِن کُلِّ اَمرٍ ہ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطلَعِ الفَجرِ".

ہم نے اس کو (یعنی قرآن مجید کو) شب قدر میں اتارا، اور جانتے ہو کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔ امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک۔

قرآن مجید وہ عطیہ الٰہی ہے جو خصوصی طور پر الٰہی نسبت کا حامل ہے، اسی نسبت کی بنا پر زمین کو اس کے اترنے کا وہ شرف عطا ہوا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی خاطر زمین کی حیثیت سے بہت برتر ہونے کے باوجود زمینی مخلوق انسان کو عطا فرمایا، اور اس کی نسبت سے ماہ رمضان کو بھی عزت اور شرف عطا ہوا جس میں زمینی مخلوق کو آسمانی خصوصیت سے بہرہ ور ہونے کا موقع ملا، اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ایسا موقع حاصل ہوا جو اگر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم نہ ہوتا تو انسان اور یہ زمین جس سے وہ پیدا کیا گیا ہے اس کے لائق نہ ہوتا۔

لیلۃ القدر کو رمضان کے کسی خاص دن کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا، آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی تلقین کی گئی اور اس کا متعین موقع مخفی رکھا گیا، شریعت اسلامی میں اس طرح کی کئی چیزوں کی تعیین کو مخفی رکھا گیا تا کہ رضائے الٰہی کا طالب طلب رضا زیادہ مقدار میں، زیادہ وسعت کے ساتھ کر سکے، متعین ہو جانے سے طلب رضا بھی محدود ہو جاتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو زیادہ عمل کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے، حضور ﷺ آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے کوشش کرنے کی تلقین کی، اس طریقہ سے ایک رات میں فائدہ اٹھانے کی خاطر ضمناً مزید چار دیگر طاق راتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے۔ لیلۃ القدر کی یہ رات اپنے میں بڑی نورانیت اور تقرب الٰہی کا موقع رکھتی ہے، اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات حتی کہ پہاڑ اور درخت اپنے رب کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں، جن کو انسانی آنکھیں

www.abulhasanalinadwi.org

تو نہیں دیکھتیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو علم غیب پر یقین رکھتے ہوئے قبول کریں، آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد عمل کی وہ حیثیت نہیں رہ جاتی، اصل یہ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے بتانے پر یقین کرتے ہوئے عمل کیا جائے۔

یہ رات اتنی زیادہ نورانیت رکھتی ہے کہ ہر چیز منور ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی رحمتوں سے نوازنے کے لیے اپنے بندوں کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہو جاتی ہے کہ ہے کوئی لینے والا جو لے، ہے کوئی اس نورانیت سے فائدہ اٹھانے والا جو بے حد وحساب طریقہ سے حاصل کرنا چاہتا ہو وہ یہ فائدہ حاصل کرے، اور یہ سلسلہ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک جاری رہتا ہے، اور اس طرح ایک رات سو سال کی راتوں کے برابر اجر و ثواب دلاتی ہے جس کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار راتوں سے بہتر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: "لیلة القدر خیر من الف شهر" اور ایک پوری سورہ اسی رات کے متعلق نازل کی، اور اس میں اس رات کی خصوصیت سے اپنے انعامات بتائے، لیکن یہ بات اس کے لیے ہے جو اس کا طالب ہو، اور اس رات میں رضائے الٰہی اور مغفرت الٰہی کی طلب میں عبادت اور عمل صالح اختیار کرے، یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو اس رات سے فائدہ اٹھانے کا شوق ہو اور انسان کی شدید بد قسمتی ہے کہ ایسے عظیم عطیہ کی طرف توجہ نہ کرے اور غافل رہے جس کا نتیجہ دوسری زندگی میں جو آخرت میں ملے گی، دیکھنے کو ملے گا، اور کوتاہی کرنے پر وہاں اس عظیم نعمت سے محروم ہونے کے نقصان پر افسوس کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں اس بابرکت رات کی افادیت کے متعلق اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "من قام لیلة القدر ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه" یعنی جو شخص شب قدر میں عبادت کے لیے ایمان واحتساب کے ساتھ کھڑا ہوا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایمان کا مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو دل سے تسلیم کرنا، اور احتساب کا مطلب ہے کہ اللہ کی رضا کے طلب اور آخرت میں اس کا ثواب حاصل کرنے کے شوق میں عمل کرنا، جس میں اپنی دنیاوی کوئی غرض یا خواہش نفس نہ ہو، عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔

اس شب میں کرنے کے کام نماز، تلاوت قرآن مجید، استغفار و دعا، ذکر و فکر اور تسبیح، حمد و مناجات درود شریف کی کثرت اور کوئی بھی نیک اور پسندیدہ کام انجام دینا اور بے کار اور بری باتوں سے بچنا ہے، مغرب و عشاء کی نمازیں تو خود ہی اس میں آجاتی ہیں ان کے علاوہ جماعت کا اہتمام اور نوافل کا اہتمام، محض آرام کرنے کے بجائے حصول ثواب میں جتنا وقت لگایا جا سکے اس میں لگایا جا سکتا ہے، رسول اللہ ﷺ اس ماہ کا اہتمام اس قدر فرماتے کہ خود بھی جاگتے اور اپنے متعلقین کو بھی جگاتے، جو ہمارے لیے عظیم نمونہ ہے، اور آخرت میں اجر و ثواب حاصل کرنے کا عظیم الشان ذریعہ ہے۔

شب قدر کی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کردہ دعا

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دعا مانگو: "اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی" (الٰہی! تو یقینی طور پر بڑا معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، میرے ساتھ بھی معافی کا معاملہ فرما)

یہ دعا بڑی مختصر مگر نہایت جامع دعا ہے، جس میں اللہ رب العالمین سے اس کا خصوصی فضل طلب کیا جا رہا ہے، یہ ایسا فضل ہے کہ اگر دنیا میں ہو جائے تو انسان بہت سی مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، اور آخرت میں ہونے کی صورت میں ابدی سکون اور راحت حاصل ہوگا، اس لیے اس دعا کے اہتمام کی صرف شب قدر میں ہی نہیں ہمیشہ ضرورت ہے، اور اس میں یہ پیغام بھی ہے کہ خود دعا کرنے والے کو بھی دوسروں کے ساتھ معافی اور درگزر کا برتاؤ اختیار کرنا چاہیے، جس کو وہ بڑی لجاجت کے ساتھ اپنے رب سے مانگ رہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اعتکاف - فضیلت و اہمیت

ماہ رمضان المبارک کے اخیر عشرے کا اعتکاف رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور اس سنت کی پیروی مسلسل امت کرتی چلی آرہی ہے، اور یہ پیروی اس طرح کی جاتی ہے کہ کچھ لوگ اس سنت کی ادائیگی کے لیے مسجد میں کوئی جگہ خاص کر لیتے ہیں اور پھر پورا عشرہ مسجد ہی میں گزارتے ہیں اس میں اس بات کی بھی کوشش ہوتی ہے کہ جسمانی اعتکاف کے ساتھ ذہنی اعتکاف بھی رہے، اور ذہنی یکسوئی کے ساتھ پورا عشرہ مسجد میں عبادت، نماز، تلاوت، ذکرودعا، مراقبہ واحتساب نفس اور دینی مذاکرہ کے ساتھ گزارا جائے، پچھلی قوموں اور دیگر مذاہب میں بھی وقت اور شکل کے اختلاف کے ساتھ اعتکاف کی صورت ملتی ہے، یہودیت ونصرانیت میں بھی اعتکاف رہا ہے، اس کی شکل کچھ اس طرح ہوتی تھی کہ اعتکاف کے لیے جگہ خاص کر لی جاتی اور معتکف اسی میں اپنے کو محصور کر لیتا اور بعض لوگ نذر کے لیے ایسا کرتے، حضرت مریم علیہا السلام نے بھی کم سنی سے محراب کو پکڑ لیا تھا اور عبادت وغیرہ کے کاموں میں یکسوئی پیدا کر لی تھی اور اس عمل وجذبۂ دینی وطہارت قلبی کے نتیجہ میں انہوں نے وہ مقام حاصل کر لیا تھا جس میں وہ خواتین کے درمیان بڑے اونچے مقام پر فائز ہوئیں اور بڑی عبادت گزار اور عفت وطہارت والی خاتون قرار پائیں کہ ان کی تعریف اللہ رب العالمین نے کی اور قرآن مجید میں تو ان کے نام سے ایک پوری سورت ہے اور

www.abulhasanalinadwi.org

متعدد سورتوں اور مختلف آیات میں الگ الگ انداز میں ان کا تذکرہ ہے۔

سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے اور کسی سال اس میں ناغہ نہیں ہوتا، آپ ﷺ کے اس عمل کے اہتمام نے اس کو اہم سنت بنادیا جس کی اتباع مسلمانوں کی ایک تعداد ہر زمانے میں اور ہر جگہ کرتی رہی ہے اور اس کی بھی ادائیگی کے لیے بعض ہمت والے حضرات مسجد نبوی جاکر اور بڑی تعداد مسجد حرام مکہ مکرمہ جاکر اعتکاف کرتی ہے اور عبادت کے ایک جشن کا سماں بندھ جاتا ہے کہ لوگ عبادت، نماز، تلاوت وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اس شوق ووارفتگی پر سب کچھ کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر خرچ کرکے اور ہمدردی وتعاون کے جذبہ سے پیش کرکے ایسی ایمانی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کے نمونے دوسرے موقعوں پر کم ملتے ہیں اور دین سیکھنے کے جذبہ سے ایسی مساجد کا بھی قصد کیا جاتا ہے جہاں اصحاب علم وفضل اور دینی مقام وحیثیت کے حامل لوگ وقت گزارتے ہیں اور اعتکاف کرتے ہیں، اس طرح دوسری برکات اور دینی فائدوں کے ساتھ علماء وصلحاء کی صحبت کا فائدہ بھی حاصل کرلیا جاتا ہے جس کی قرآن وحدیث میں ترغیب دی گئی ہے اور شخصیت سازی کے لیے اس کی حیثیت ایک اہم عنصر کی ہے۔

عبادت، تلاوت، ذکر وتسبیح، دعاومناجات، مراقبات وغیرہ دوسری عبادات اور خالص دینی کام بغیر اعتکاف کے صحیح طور پر انجام پانا مشکل ہوتے ہیں اس لیے کہ اعتکاف میں پوری یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے اور یہ سارے کام یکسوئی چاہتے ہیں، اس لیے اعتکاف سے عبادت کے ان کاموں کی انجام دہی کا ایک مزاج بنتا ہے جس کا اثر سال بھر انسان کی طبیعت پر پڑتا ہے اس طرح یہ اللہ سے تقرب حاصل کرنے کا

www.abulhasanalinadwi.org

ایک اچھا راستہ ہے اس کے لیے روزہ بڑا معاون ہوتا ہے، کیونکہ روزے میں کھانا پینا اور دوسری خواہشات نفس سے بچنے کی تاکید ہے اور ان کاموں سے بچے بغیر روزہ صحیح نہیں ہوتا، اسی طرح رات کے اعمال میں تراویح اور شب بیداری کے دوسری عبادت کے اعمال اعتکاف کو اور زیادہ مؤثر بنا دیتے ہیں، دوسری طرف غیبت، جھوٹ، چغل خوری، عیب جوئی، بدنظری، گالی گلوج ان سب سے بھی بچنا رمضان میں آسان ہوجاتا ہے اس لیے کہ رمضان المبارک میں شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں، اور ملائکہ رحمت کا خوب نزول ہوتا ہے، اس کا بھی اثر اعتکاف پر پڑتا ہے اس لیے کہ رمضان کا اعتکاف غیر رمضان کے اعتکاف کے مقابلے آسان بھی ہوتا ہے اور مؤثر بھی اس طرح نفس کی صفائی، انابت الی اللہ، دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کے لیے رمضان کی فضا مفید ہوتی ہے اور یہ چیز اعتکاف کی سنت کو ادا کرنے میں بڑی معاون ہوتی ہے اور اعتکاف کرنے والے کو یہ خصوصیت حاصل ہوتی ہے کہ وہ سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، ہر حال میں عبادت میں رہتا ہے چہ جائیکہ وہ ذکر و تلاوت اور نماز وغیرہ دوسری خالص عبادات کے کاموں میں مشغول ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور عبادت کے کاموں کو انجام دینے کا یہ ایک بہترین موسم اور اس کی جگہ بہترین تربیتی کیمپ ہے، رمضان کی یہ فضا اور ماحول اعتکاف کے لیے نہایت سازگار اور معاون ہوتا ہے جس میں کسی بھی صاحب ایمان کے لیے اس مبارک مشغولیت کے لیے وقت فارغ کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے، روزہ میں جو بندشیں لگائی گئی ہیں اور جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں وہ انسان کی تربیت اور اس کے نفس کے تزکیہ کے لیے (بڑی مؤثر ہیں لیکن یہ سب اس وقت ہے جب روزہ داران بندشوں اور پابندیوں کا خیال رکھے، انسان کو اطمینان قلب اور اندرونی سکون کے حصول کے

www.abulhasanalinadwi.org

لیے (جو گناہوں سے آلودہ ماحول کے اثرات کا سامنا رہتا ہے) دینی ریاضت اور عبادت کے ساتھ تربیت کے ماحول کو بھی اختیار کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ چیز رمضان کے بابرکت مہینے میں حاصل ہوتی ہے کہ اس میں خواہشات نفس اور لذتوں کو چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے اور ایک مہینے کی مدت کوئی کم مدت نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لیے رکھی، اور اعراض کرنے والے کے لیے تو پورے سال کی مدت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس میں اعتکاف اس کی تاثیر کو اور بڑھا دیتا ہے کہ معتکف کو گھر کے ماحول اور مسائل سے بھی یکسوئی رہتی ہے اور خارجی معاملات سے اس کا ذہن آلودہ نہیں ہوتا اور اپنے مالک وخالق اللہ رب العالمین کی طرف پوری توجہ رہتی ہے اور تمام فکروں پر یہ فکر غالب رہتی ہے کہ کس طرح اللہ راضی ہو جائے اس کے ساتھ ایک بڑا فائدہ معتکف کو شب قدر کے صحیح قدر کرنے کا بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کرتے ہوئے بھی اعتکاف کی عبادت میں ہے ہی، اس طرح وہ پوری مبارک رات عبادت میں گزار لی جاتی ہے، مزید مسجد کا ماحول اس کی عبادت واطاعت پر زیادہ سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ اس طرح شب قدر کی برکات وانوار معتکف کو جس صورت میں حاصل ہوتے ہیں دوسرے کو اس طرح حاصل نہیں ہو پاتے، شب قدر کی یہ رات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں رکھی گئی ہے ان مبارک راتوں کی پہلی رات سے اعتکاف شروع ہوتا ہے اور اس کے شروع ہوتے ہی ایک روحانی جشن کا سماں بندھ جاتا ہے، ایک طرف معتکفین سے مسجد آباد ہوتی ہے، دوسری طرف ذکر وعبادت سے مسجد کی رونق بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے، اس طرح رمضان جو خود ذکر وعبادت اور تلاوت قرآن کریم کا ایک جشن ہے اعتکاف رمضان کے جشن میں ایک دوسرا جشن ہے جس سے ماہ صیام کی رونق میں بیش بہا اضافہ ہو جاتا ہے، نورانیت اور بڑھ جاتی ہے، خیر وبرکات کی

www.abulhasanalinadwi.org

عطر بیز ہواؤں اور ایمان کی بادِ بہاری کی پُر کیف فضا اور روحانی جھونکوں سے ایک روزہ دار وہ روحانیت اور نورانیت حاصل کرلیتا ہے جس کے اثرات اس رمضان کے بعد آنے والے رمضان تک وہ محسوس کرتا ہے اس سے پورے سال طاقت پاتا رہتا ہے اور معتکف کے لیے تو یہ فیض اور زیادہ اچھے انداز سے ظاہر ہوتا ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف واجب بھی ہوتا ہے، سنت بھی، شہر کی مجموعی آبادی کا لحاظ کرکے کسی ایک کی ادائیگی سے دوسروں پر سے اس کا وجوب ختم ہوجاتا ہے اور دوسروں پر سنت کی حیثیت سے اس کی اہمیت قائم رہتی ہے اس طرح انفرادی طور پر یہ سنت، دنیا بھر میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں اعتکاف کا زمانہ بڑی رونق و بہار کا زمانہ ہوتا ہے، برصغیر ہندوستان و پاکستان میں بھی اس میں بڑی منافست نظر آتی ہے، مسجدیں بھر جاتی ہیں، بہت سے لوگ جو پورے وقت کا اعتکاف نہیں کرپاتے وہ جزوی اعتکاف سے اپنے رب کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ وقت مسجدوں میں گزارنے کی کوشش کرتے ہیں بعض ہمت والے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس پورے ماہ مبارک کا اعتکاف کرتے ہیں یہ اعتکاف واجب نہیں الا یہ کہ کوئی نذر مان کر اس کو اپنے اوپر واجب کرلے لیکن ان اصحاب عزیمت کا یہ عمل رمضان کے مہینے کو زیادہ اچھے طریقے سے گزارنے میں معاون ضرور ہوتا ہے اور رمضان کی برکات کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کا ان کا یہ عمل بڑا ذریعہ بنتا ہے۔

افطار و تراویح میں مسجدوں میں جو رونق ہوتی ہے وہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے والوں کی وجہ سے بہت بڑھ جاتی ہے اور شب قدر کی تلاش اور اس کی قدر کرنے کے لیے رات کے جزوی اعتکاف اور مسجدوں میں قیام اور نفلوں میں قرآن مجید کے سننے کا جو منظر ہوتا ہے وہ بڑا ایمان افروز ہوتا ہے، معتکف حضرات چونکہ اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

مدت اعتکاف میں مسجد سے باہر جا نہیں سکتے سوائے واجبی ضرورت پورا کرنے کی غرض سے اس لیے مسجد میں ان کا ہمہ وقتی قیام ان کی دینی قوت کو بڑھاتا ہے اور دینی مذاکرہ کا ماحول قائم ہونے کے باعث علم میں بھی اضافہ کرتا ہے۔

اعتکاف کی سنت عورتوں کے لیے بھی ہے، انہیں اس کے لیے مسجد میں نہیں جانا پڑتا بلکہ گھر میں کسی گوشے کو خاص کر لینا ہی ان کے لیے کافی ہو جاتا ہے، اور گھر کے کام کاج کے ساتھ اس مدت اعتکاف میں ہمہ وقتی عبادت کا ثواب صرف تھوڑی سی نیت کر لینے سے حاصل کرنے کے لائق بن جاتی ہیں لیکن یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب وہ دن رات کے پورے اوقات میں اس کا لحاظ کرتی رہیں۔

مسجد کا اعتکاف گو مردوں کے لیے ہے رمضان میں تو دن ورات کا پورا وقت گزار کر اعتکاف کی سنت کا ثواب حاصل کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ نفلی اعتکاف کا ثواب مسجد میں تھوڑے وقت کے قیام سے بھی حاصل ہو جاتا ہے، مگر یہ کہ اعتکاف کی نیت کی جائے اور جب تک مسجد میں رہا جائے اس کا خیال بھی رکھا جائے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اپنی کتاب ارکان اربعہ میں روزہ اور رمضان کے موضوع پر لکھتے ہوئے اعتکاف سے متعلق بڑی بلیغ بات ارشاد فرمائی چنانچہ وہ رقم طراز ہیں کہ:

”اعتکاف رمضان کے فوائد اور مقاصد کی تکمیل کے لیے ہے، اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصے میں وہ سکون قلب، جمعیت باطنی، فکر وخیال کی مرکزیت، انقطاع الی اللہ کی دولت، رجوع الی اللہ کی حقیقت اور اس کے در رحمت پر پڑ رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی تو وہ اس اعتکاف کے ذریعہ اس کا تدارک کر سکتا ہے، علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں، اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے، اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو، اشتغال بالخلق سے رہائی

www.abulhasanalinadwi.org

نصیب ہواور اشتغال بالحق کی نعمت میسر ہوجائے اور یہ حال ہوجائے کہ تمام افکار وتر دّدات اور ہجوم ووساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے، ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس وخیال اس کی ذکر وفکر، اس کی رضا وقرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہوجائے، مخلوق سے انس کے بجائے اللہ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غم خوار نہ ہوگا یہ انس اس کا زاد سفر ہے، یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (زادالمعاد)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں: چونکہ مسجد میں اعتکاف جمعیت خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ نیز طاعت واطاعت کا بہترین وپُرسکون موقع ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عشرہ اواخر میں رکھا ہے اور اپنی امت کے محسنین وصالحین کے لیے اس کو سنت قرار دیا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس پر ہمیشہ مداومت فرمائی اور مسلمانوں نے بھی ہر جگہ اور ہر دور میں اس کی پابندی کی، چنانچہ اس نے رمضان کے شعار اور سنت متواتر کی حیثیت اختیار کرلی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں برابر اعتکاف فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا، پھر آپ کے بعد آپؐ کی ازواج نے اعتکاف کا ماحول قائم رکھا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں ۱۰ اردس دن اعتکاف فرماتے تھے جس سال آپؐ نے انتقال فرمایا اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (ارکان اربعہ، ص: ۲۷۵-۲۷۶، از حضرت مولانا سید

www.abulhasanalinadwi.org

ابوالحسن علی حسنی ندوی، مطبوعہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ)

اعتکاف ہلال عید کے ساتھ پورا ہوتا ہے اوراس کے ساتھ وہ خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ایسے مبارک عمل اور عظیم سنت کی اللہ نے توفیق بخشی اور عید کی رات میں جولیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) ہے وہ حقیقی مسرت حاصل کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ اور اس کا تحفہ.....عید

رمضان المبارک کا مہینہ سال بھر کی عام زندگی میں ایک ہلچل پیدا کر دینے والا مہینہ ہے۔ اس میں ایک مسلمان کو اپنے عام طور وطریق کو بدل کر خدا تعالیٰ کی عبادت وفرمانبرداری اور اس کی خوشنودی کے حصول کا خاص اہتمام کرنا ہوتا ہے، شب وروز کا نظام، عبادت الٰہی میں مستعدی کے ساتھ چند پابندیوں پر مشتمل چلانا ہوتا ہے، پھر اس کے نتیجہ میں پروردگار کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اس کی ایک فوری علامت عید کا انعام ہے۔ یہ عید، عید الفطر کہی جاتی ہے، یہ روزہ کی پابندی ختم ہونے کی عید ہے، اس سے قبل روزہ کی پابندی تھی جو ختم ہوئی، لیکن یہ پابندی سزا نہ تھی بلکہ دینی ترقی کے لیے ایک خاص نظام العمل کو انجام دینا تھا، جس کو انجام دیدینا کامیابی کی اور فائدہ کی بات تھی جس پر مسرت ہونا فطری عمل ہے، یہی مسرت عید کی شکل میں عطا کی جاتی ہے، یہ عید مسرت اور فرحت لاتی ہے اور اسی کے ساتھ دینی کامیابی کا احساس پیدا کرتی ہے اور گذرے ہوئے مہینہ پر نظر ڈالنے کا موقع فراہم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ خاص عبادت پورا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی خاص خوشنودی کا باعث ہے، اور اسلام کی اہم عبادت ہے جس میں کئی طرح کے اطاعت وفرمانبرداری کے انداز پائے جاتے ہیں۔

روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک بنیادی رکن ہے، یہ

www.abulhasanalinadwi.org

بنیادی ارکان اسلام کے وہ ستون ہیں جن پر دین اسلام کی عمارت قائم ہے ان میں سے ہر ستون کی حفاظت ضروری ہے تاکہ دین اسلام کی عمارت قائم رہے، اسلام کے ایک بنیادی رکن ہونے کے ساتھ روزہ کی جو خصوصیات اور فوائد ہیں ان پر انسان اپنی فطرت سلیمہ کے لحاظ سے غور کرے تو اس کو اس میں اپنی زندگی کے لیے کئی روشن پہلو نظر آئیں گے، اعلیٰ انسانی قدروں پر عمل کے لیے اپنی نفسانی خواہشات کو دبانے اور اپنی غرض اور خواہش کو نظر انداز کر کے اپنے پروردگار کے احکام کی بجا آوری اس کے اہم پہلو ہیں۔ روزہ کے ذریعہ انسان ایک طرف باطنی خوبیوں سے آراستہ ہونے کی کوشش کرتا ہے، اور دوسری طرف دوسروں کے دکھ و پریشانی کو اپنے تجربہ میں لاکر اپنے اندر ہمدردی اور رحم دلی کے احساس کو جگہ دیتا ہے۔

وہ صبح کے نمودار ہونے سے قبل اپنے بستر راحت سے اٹھ کر اس وقت کچھ کھاتا پیتا ہے جس وقت بستر کی راحت چھوڑ کر .... کھانا پینا اس کو بار معلوم ہوتا ہے، پھر ناشتہ کے وقت بلا ناشتہ کے اور دوپہر کو کھانے کے وقت بغیر کھانے کے گذارنا پڑتا ہے، شام ہونے پر اس کے لیے حد مقرر ہے کہ اس سے قبل وہ پورا پرہیز رکھے اور وہ حد آتے ہی وہ دوسرے سب کام چھوڑ کر کچھ کھا پی لے، اس طرح وہ کھانے کے سلسلہ میں اپنی ضرورت اور پسند کے اوقات کے معاملہ میں اپنی مرضی سے دست بردار ہوتا ہے، اور اپنے پروردگار کی مرضی کی پابندی کرتا ہے، روزہ میں معاملہ صرف کھانے پینے ہی میں پرہیز و پابندی کا نہیں ہے بلکہ خواہش اور پسند کی دیگر متعدد باتوں سے بھی اس کو گریز کرنا ہوتا ہے، مثلاً جنسی تقاضہ کی طلب اور گفتگو میں دوسروں کی عیب جوئی اور اسی طرح کی دوسری بے احتیاطیاں جن میں انسانی نفس آزادی اختیار کرتا رہتا ہے، روزہ میں ان سے گریز کی پوری فکر کرنا پڑتی ہے، غذا میں وقت کی ایک خاص

www.abulhasanalinadwi.org

پابندی کے علاوہ دوسروں کی تنگ حالی کا احساس کرنے اور اپنی راحت و تکمیل ضرورت میں حصہ لینے کی ذمہ داری بھی اس کو نبھانا پڑتا ہے۔

یہ سلسلہ ایک ماہ چلتا ہے، اس طرح رمضان کا مہینہ انسانیت و شرافت اور خدائے واحد کے سامنے اظہار تابعداری و بندگی کی تربیت کا مہینہ بن جاتا ہے جس کو گزار کر انسان باطنی حالات کے لحاظ سے پاک وصاف طبیعت لے کر نکلتا ہے۔ اس لئے کہ یہ باطنی تربیت کا پروگرام کا کورس اگر انسان اس کے ضوابط کے لحاظ سے سال بسال پورا کرتا رہتا ہے تو وہ سال بسال انسانی خوبیوں کا خوگر ہوتا جاتا ہے اور بہتر سے بہتر ہوتا چلا جاتا ہے، رمضان کا پورا ایک مہینہ ایسے عظیم، پاکیزہ اور پاکیزہ بنانے والے عمل میں گزرتا ہے جو انسان کو اپنے پروردگار کی نظر میں پسندیدہ بنا دیتا ہے، اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے ہر عمل پر اس کی مقررہ جزاء کا مستحق ہوتا ہے، چنانچہ اس کو اس کا اجر اسی کے مطابق ملے گا، سوائے روزے کے کہ وہ خاص مجھ سے تعلق رکھتا ہے، اس کا اجر بھی اپنے خاص طریقے سے دوں گا، روزہ کی یہ خصوصیت ہے جو مذہب کے کسی اور معاملہ میں نہیں ہے۔

رمضان گزرتا جاتا ہے روزہ دار ترقی کرتا جاتا ہے، ایک عشرے بعد دوسرے عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید نعمت و برکت اس کے لیے طے ہو جاتی ہے، پھر تیسرا اور آخری عشرہ شروع ہوتا ہے، اس میں اس کو مزید خصوصیت ملتی ہے کہ اس کی ایک رات جو نہایت عظیم رحمتوں اور برکتوں کی رات قرار دی گئی ہے وہ روزہ دار کو عطا کی جاتی ہے جو اپنے رتبہ کے اعتبار سے ایک ہزار مہینوں یعنی تیس ہزار دنوں پر بھاری ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اس زمین کو اپنے قرب خاص سے نوازتے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

فرشتے روح القدس کے ساتھ صف بہ صف زمین کی طرف آتے ہیں، اور نورانیت کا سماں بنادیتے ہیں، یہ رات لیلۃ القدر کی رات ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں خاص طور پر فرمایا ہے، اس خاص نعمت خداوندی سے بھی روزہ دار سرفراز ہوتا ہے، وہ اس موقع پر اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے، اس کا ذکر کرتا ہے، تو وہ گویا اس کے خصوصی دربار میں حاضر ہو کر کرتا ہے اس سے اس کے عمل کی پذیرائی چند در چند ہو جاتی ہے۔

رمضان کے انتیس یا تیس دن ایسی نورانی کیفیات وحالات میں گزر کر عیدالفطر کا دن آتا ہے، جو لطف وعبادت اور راحت وقبولیت دونوں کو سمیٹے ہوئے آتا ہے اس میں دنیاوی اور دینی دونوں لحاظ سے مسرت کا سامان ہوتا ہے ایک طرف تو اس کو اپنی جائز پسند وخواہشات کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ملتی ہے۔

اور دوسری طرف پورے ایک ماہ اطاعت وفرماں برداری اور عبادت کے اجر کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس کو اس کے انعام سے نوازا جاتا ہے اس بناء پر عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات کہا گیا ہے۔

رمضان اپنے حق ادا کرنے والے کو ایسی پاکیزگی عطا کر دیتا ہے جو اس کے لیے سال بھر کے لیے توشۂ برکت ورحمت بنتی ہے اور سال گزرنے پر پھر اس مبارک عمل کا موقع آجاتا ہے اور خیر وبرکت کا یہ پروگرام دوہرانے کا موقع میسر آجاتا ہے۔

رمضان کا مہینہ ایک مسلمان کو اس بات کے احساس سے واقف کرا دیتا ہے کہ اس زمین پر کتنے ایسے آدمی ہیں جو انسانی رشتہ سے اسی کی طرح ہیں لیکن اس کو بھوک برداشت کرنی پڑتی ہے اور کتنے ایسے ہیں جن کو ان کے انسانی تقاضوں کو پورا کرنے کا پورا سامان حاصل نہیں۔ رمضان یہ بھی بتاتا ہے کہ آدمی کو اپنے اردگرد رہنے والے اپنے ہم

www.abulhasanalinadwi.org

جنسوں کی تکلیف اور دکھ کو جاننا چاہئے اور اس میں اس کو ان کی کچھ نہ کچھ ہمدردی بھی کرنا چاہئے، اسی لیے ضرورت مند کی مدد، بھوکے شخص کو کھانا کھلانا رمضان کے بہت پسندیدہ کاموں میں قرار دیا گیا ہے، اور جب انسان روزہ رکھ کر بھوک کی تکلیف سے گزرتا ہے تو یقیناً اس کا احساس ہوتا ہے کہ بھوک کیا چیز ہے اور اس میں ہمدردی کیسا شاندار عمل ہے اور روزہ رکھ کر جب وہ نفس کے متعدد تقاضوں سے اپنے کو باز رکھنے پر مجبور ہوتا ہے تو اس کو اس بات کی مشق کا موقع ملتا ہے کہ وہ بری باتوں سے اپنے نفس کو روکے جو قابل مذمت اور صالح زندگی سے ہم آہنگ نہیں ہیں، اس طرح رمضان انسان کو اچھا، نیک اور پاکیزہ بنانے کا ایک نظام عمل لے کر آتا ہے جو انسان کے لیے ایک ضروری نظام ہے جس میں انسان کی بہتری اور خوبی کا انتظام ہونے کے ساتھ اس کے پروردگار کی خوشنودی اور رضامندی کا بھی انتظام ہے جس کا ایک صلہ عید الفطر کی مسرت اور اصل صلہ پروردگار کی خوشنودی کا حصول اور اس کی طرف سے خصوصی جزاء ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رمضان المبارک کا پیغام

[ذیل میں وہ تقریر دی جارہی ہے جو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ندوی مدظلہ العالی نے ۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ کو جمعہ کی نماز کے بعد تکیہ شاہ علم اللہؒ کی مسجد میں فرمائی تھی، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی زندگی بھر یہی معمول رہا کہ رمضان المبارک میں بعد نماز جمعہ ان لوگوں سے خطاب فرماتے جو وہاں رمضان گزارنے کے لیے دور دراز اور قرب وجوار سے آتے تھے، حضرت مولاناؒ کی وفات کے بعد تکیہ کے شب وروز اسی طرح گزر رہے ہیں جس طرح ان کی زندگی میں گزرتے تھے، حضرتؒ نے وفات سے ایک دن پہلے معتکفین اور مقیمین کی کثرت کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بانی (حضرت شاہ علم اللہؒ) کا اخلاص ہے، یہ مسجد آباد رہے گی چنانچہ اہل تعلق دور ونزدیک سے حسب معمول رمضان کے مبارک ایام گزارنے آرہے ہیں اور یہاں کے ماحول اور نظام میں رہ کر قرآن وحدیث کے دروس اور سیرت نبوی کے اسباق سے مستفید ہوتے ہیں اور شب وروز کے ذکر ودعا اور تلاوت وغیرہ کے معمولات سے مستفید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قائم ودائم رکھے۔ آمین۔ (ناشر)

بھائیو! اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے یہ مبارک مہینہ عطا فرمایا، کتنے ایسے افراد ہیں جو گذشتہ رمضان سے اس رمضان کے درمیان دنیا سے رخصت ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے اس کی قدر کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نعمت دیتا ہے تو یہ پسند کرتا ہے کہ بندے اس کا شکر ادا کریں فرماتا ہے: "لئن شکرتم لازیدنکم

www.abulhasanalinadwi.org

ولئن کفرتم ان عذابی لشدید" . کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم تم کو بڑھا کر دیں گے اور زیادہ دیں گے اور اگر تم ناشکری کرو گے، ہماری بات نہ مانو گے تو ہماری پکڑ، ہمارا عذاب بڑا سخت ہے۔

حضرات! یہ ساری زندگی حقیقت میں اسلام کی زندگی ہے، یہ سب شکر کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں اور ہمارے روزوں کی حاجت نہیں ہے اس لیے کہ ساری مخلوقات اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے، پہاڑ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، پرندے جو ہوا میں اڑتے ہیں اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، سارے جانور ساری مخلوقات حتیٰ کہ جمادات بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے "وان من کل شئی الا یسبح بحمده" ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے، انسان اگر تسبیح نہ کرے اللہ تعالیٰ کی تو کیا فرق پڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور نہ انسان کی تسبیح اور اس کی عبادت کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت ہے۔ یہ ضرورت خود حقیقت میں انسانوں کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ انسان ان کو گن ہی نہیں سکتا، شمار نہیں کر سکتا، فرماتا ہے: "وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها، ان الانسان لظلوم کفار" اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گننا چاہو، شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے، یہ اتنی زیادہ ہیں اتنی کثرت سے ہیں کہ شمار نہیں کر سکتے، اور فرمایا کہ انسان بڑا زیادتی کرنے والا اور بڑا ناشکرا ہے۔ اتنی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، اتنا فضل فرمایا ہے کہ ان کو آدمی شمار نہیں کر سکتا اس کے بعد پھر بھی وہ شکر ادا نہیں کرتا۔

حضرات! یہ شکر کیا ہے؟ یہ کہ ظاہر کرے آدمی کہ ہم ممنون ہیں، ہم مشکور ہیں، پیاس کے وقت اگر آدمی کسی کو پانی پلا دیتا ہے تو وہ کہتا ہے آپ کا شکریہ، آپ نے ہماری پیاس بجھائی، بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہماری پیاس بجھائی، اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ نے انسان کو کیا کیا دے رکھا، زندگی دے رکھی ہے، صحت دے رکھی ہے، یہ اعضا دے رکھے ہیں، اعضاء جن سے زندگی کے بہت سے معاملات میں آدمی مدد لیتا ہے، ایک ایک چیز آپ شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے، ایک ایک بال اللہ کی نعمت ہے، ایک بال ٹوٹ جائے غلط طریقہ سے تو پھوڑا بن جاتا ہے، آدمی اس سے مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے، ریاح کا نظام ذرا سا بگڑ جائے تو آدمی تکلیف کے مارے تڑپنے لگتا ہے اور ذرا سی آنکھ میں تکلیف ہو جائے تو حالت یہ ہوتی ہے آدمی کہ کہتا ہے کہ مر جائیں تو اس سے اچھا ہے، تو اللہ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہے کہ آپ ان کا شمار نہیں کر سکتے اور نعمتیں اگر کم بھی ہوتیں تو بھی ان کا شکر واجب تھا کہ دینے والے کا شکر ادا کرنا چاہئے، اس لیے ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے، ہماری نماز، ہمارا یہ روزہ سب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، یہ کوئی ہم پر تاوان نہیں ہے، کوئی جرمانہ نہیں ہے جیسا کہ بعض مذاہب میں سمجھا جاتا ہے کہ یہ عبادتیں ہم پر سزا ہیں، ایک جرمانہ ہے یا ایک تاوان ہے یا کہ یہ ایک ٹیکس ہے، بلکہ یہ ہماری ضرورت ہے کہ ہم پر اللہ کا بڑا احسان ہے، اللہ نے جو ہم کو دے رکھا ہے اس کا ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تیرا بڑا شکر ہے، شکر صرف زبان سے ادا کر دینا نہیں ہے، بلکہ عمل سے بھی ضروری ہے، اگر آپ کسی عام انسان کا شکریہ ادا کریں کہ منھ سے کہیں اس طور پر کہ کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہو کہ معلوم ہو کہ واقعی آپ شکر گزار ہیں تو وہ برا مانے گا کہے گا کہ آپ مذاق کرتے ہیں، ہمیں چڑھاتے ہیں، تو ہم تو زبان سے بھی اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے چہ جائیکہ اپنے عمل سے کرتے، اللہ تعالیٰ نے بندہ کے تھوڑے عمل کو بھی کافی قرار دیدیا ہے، بہت زیادہ ہم سے عمل کا تقاضا نہیں کیا ہے، پانچ وقت کی نمازیں ہیں، سال میں ایک مرتبہ رمضان آتا ہے اس کے روزے ہیں، اور اگر آدمی کی استطاعت ہو، اس کے پاس پیسے زیادہ ہوں تو حج

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور زکوٰۃ کا نصاب ہو تو زکوٰۃ ہے، یعنی تھوڑا کام اللہ نے کافی سمجھا ہے شکر کے لیے ہم تو اگر ساری زندگی، سارا وقت اس میں لگادیں کہ شکر ادا کریں اور ہماری ساری راتیں عبادات میں صرف ہوجائیں تب بھی ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتے، اس کی نعمت کا بدلہ نہیں دے سکتے، ہم تو اللہ کی نعمت کا بدلہ دے ہی نہیں سکتے، یہ تو ممکن ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ہم کو اس کا مکلّف نہیں بنایا کہ اس کی نعمتوں کا ہم بدلہ دیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے بدلہ چاہتا بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ ہم نے انسانوں کو جنوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ ہماری عبادت کریں، ہم نے اس لیے پیدا نہیں کیا کہ ہم کو رزق پہونچائیں یا ہم کو کھلائیں یا پلائیں جیسے مشرک کرتے ہیں کہ اپنے بتوں کو کھلاتے پلاتے ہیں، اپنے معبودوں کو کھلانے کی کوشش ان کے سامنے چیزیں رکھ کر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں اس لیے پیدا نہیں کیا کہ تم ہمیں کھلاؤ پلاؤ، بلکہ عبادت کرو، اور یہ عبادت کیا ہے؟ شکر ہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے نماز پڑھتے تھے، رات نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ پیروں میں ورم آجاتا تھا، ان سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کے تو اگلے پچھلے گناہ سارے معاف کردیئے گئے ہیں آپؐ تو جنّتی پہلے ہی سے ہیں، آپ عمل کریں یا نہ کریں آپؐ کے گناہ تو سب معاف کردیئے گئے ہیں تو آپؐ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر میں کیسے نہ ادا کروں؟ مجھ سے جو بن پڑ رہا ہے وہ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے، تو یہ نمازیں، یہ روزہ، یہ زکوٰۃ، یہ حج سب حقیقت میں شکر ہیں، بندہ کا شکر ہے اللہ کے لیے، بندہ بدلہ نہیں دے سکتا اللہ تعالیٰ کے احسانات کا، لیکن وہ اعتراف تو کر سکتے ہیں، وہ اظہار تو کر سکتے ہیں اس بات کا کہ اللہ تیرا بڑا شکر ہے، آپ نے بڑی نعمتیں دی ہیں، ہم کو

www.abulhasanalinadwi.org

بڑی راحتیں دی ہیں، ہماری مطلوبہ چیزیں دی ہیں، تو آدمی کو اس عمل سے جو بہت میں تھوڑا ہے شکر ادا کرنا چاہئے اور رمضان شریف کو اللہ نے خاص نعمت بنایا ہے، اس میں اعمال کا ۷۰ گنا ثواب یعنی اس میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر بڑھ جاتا ہے اور فرائض کا ثواب ستر گنا، یعنی ہر نیکی کا بدلہ ستر گنا ہے، عام دنوں میں آدمی جو نیکی کرتا ہے اور اس کا جو اجر ملتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں، رمضان میں اس کا اجر ۷۰ گنا ملتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم ہے، جگہ جگہ قرآن میں آتا ہے، بار بار آپ نماز میں پڑھتے ہیں "الرحمن الرحیم" اللہ کی سب سے عظیم صفت رحمٰن کی ہے، یعنی وہ رحم کرنے والا ہے اور فرمایا بھی ہے کہ اللہ نے جب رحم کو پیدا کیا، رحم کی صفت پیدا کی تو اس کے سو حصے کئے، ایک حصہ تو ساری مخلوقات کو دیا، انسانوں کو، جانوروں کو بھی حتی کہ ایک بکری جو اپنے بچہ پر پیر رکھنے سے گریز کرتی ہے شفقت کی وجہ سے وہ بھی اس رحم کے اندر ہے جو اللہ نے بانٹا ہے، اور ۹۹ حصے اپنے پاس رکھے ہیں، جو اپنے بندوں پر وہ کرے گا، تو اب اس کی رحمت کا حساب لگانا مشکل ہے، اور اس کی رحمت ہی ہے کہ اتنے گناہ کئے جاتے ہیں، اتنی معصیت کی جاتی ہے اللہ کی، اتنی نافرمانی کی جاتی ہے کہ دنیا بھر گئی ہے نافرمانی سے، لیکن اللہ اس کی سزا نہیں دے رہا ہے، بلکہ موقع دے رہا ہے کہ اب تم چھوڑ دو، اب تم توبہ کرلو، اب تم لوٹ آؤ، اتنا موقع دیتا ہے، ساری زندگی موقع دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ توبہ کرنے سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں عجیب واقعہ آتا ہے کہ اللہ توبہ سے اتنا خوش ہوتا ہے اتنا خوش ہوتا ہے کہ تصور کرنا مشکل ہے، تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے توبہ کریں، ہم گناہ کررہے ہیں، معصیتوں میں مبتلا ہیں لیکن اللہ موقع دیتا ہے کہ اب توبہ کرلو، لیکن اگر آدمی پوری زندگی ایسے ہی گزار دیتا ہے، توبہ نہیں کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سزا دیتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور ایسے کے لیے آخرت میں سخت دردناک عذاب ہے، اور اس دنیا کے اندر بھی، بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو حدود سے آگے بڑھ جاتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کا استہزاء اور مذاق ہوتا ہے تو ایسے گناہوں کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے اور جب قوموں کو ملتی ہے تو زلزلوں کے ذریعہ سے، وباؤں کے ذریعہ سے اور حوادث کے ذریعہ سے ملتی ہے اور عام انسانوں کو، افراد کو مختلف طریقوں سے سزا ملتی ہے کہ آدمی نہیں جانتا ہے کہ اللہ ہم کو سزا دے رہا ہے لیکن حقیقت میں وہ اللہ کی طرف سے ہے اور ہم کو سوچنا چاہئے کہ ہم کو یہ تکلیفیں یہ پریشانیاں جو پیش آتی ہیں کبھی غور کرنا چاہئے کہ کیا گناہ ہم نے کئے ہیں جن کی سزا یہ ہو سکتی ہے لیکن یقینی نہیں ہے کہ سزا ہو اللہ کی طرف سے لیکن اس کا امکان ہوتا ہے تو یہ سوچنا چاہئے کہ ہم نے کیا گناہ کئے ہیں اور معافی مانگنا چاہئے اور ان گناہوں سے توبہ کرنا چاہئے اس لیے کہ جب تک زندگی باقی ہے توبہ کا موقع باقی ہے، زندگی ختم ہونے کے بعد قصہ ختم ہے، توبہ کا موقع اس وقت تک ہے جب تک کہ آدمی کو سکرات کی کیفیت نہ شروع ہو جائے، جب فرشتے آجاتے ہیں روح قبض کرنے کے لیے اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے، اس وقت توبہ کرے تو توبہ قبول نہیں، لیکن سکرات سے پہلے توبہ قبول ہوتی ہے، اور اللہ نے یہ موقع دیا ہے انسانوں کو کہ تم مرنے سے پہلے توبہ کر لو اور اللہ توبہ کو قبول کرتا ہے، ہر گناہ کو معاف کر دیتا ہے، سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جب توبہ صدق دل سے کی جائے لیکن توبہ کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک تو اس کو افسوس ہو صحیح طور پر اپنے گناہ پر ملامت ہو طبیعت میں کہ اے اللہ! ہم نے بہت بڑا قصور کیا ہے، بڑا افسوس ہے ہمیں، بڑا افسوس ہے کہ ہم سے یہ قصور ہوا، اور دوسری بات یہ کہ عزم کرے کہ آئندہ ہم ایسا نہیں کریں گے اور اگر کر رہا ہے تو اسی وقت چھوڑ دے، یہ تین شرطیں ہیں توبہ کی، پھر

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے، قبول ہی نہیں کرتا بلکہ خوش بھی ہوتا ہے اور حدیث شریف میں مثال آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ جیسے کوئی شخص صحراء میں سفر کررہا ہے جہاں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، کوئی کھانا پانی کی جگہ نہیں ہے، کوئی انتظام نہیں ہے، سارا کھانا پانی اس کا اونٹ کے اوپر ہے، راستہ میں وہ ٹھہرتا ہے اور سوجاتا ہے اور آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اونٹ کھوگیا ہے، اونٹ غائب ہے اور سب کچھ غائب ہے، اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی، سب جگہ دیکھا مگر کہیں نظر نہیں آیا، اس نے سوچا کہ اب ایسی جگہ چلا گیا کہ پھر نہیں مل سکتا، تو وہ یہ سوچ کر کہ اب ہم مرجائیں گے، اب بچنا نہیں ہے کیونکہ یہاں کھانا پانی کچھ نہیں ملے گا، اس کے بعد وہ مایوس ہوکر لیٹ گیا اور اس کی آنکھ لگ گئی اور اس کے بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ کھڑا ہے اور اس کا سارا سامان موجود ہے تو خوشی کے مارے منھ سے اوُل فوَل نکل گیا اور بول اٹھا کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں، تیرا بڑا احسان ہے، زبان اس کی لڑکھڑا گئی، تو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص خوش ہوا اپنا سامان دیکھ کر، تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے توبہ کریں اور کہا بھی ہے کہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں کہ بندے توبہ کریں، تو اللہ نے توبہ کرنے کا زندگی بھر موقع دیا ہے، اور ایک تو ہم کو یہ سوچتے رہنا چاہئے کہ ہم سے کیا خطائیں ہوتی ہیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اللہ کی ناراضی کی جو خطائیں ہیں ان سے ہم بچیں، ان کو چھوڑ دیں اور شکر گزار بندے بنیں، شکر گزار بندے کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ہمیں اتنی نعمتیں دی ہیں، اتنے احسانات کئے ہیں اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں، اس کو ناراض کرنے والا کوئی کام نہ کریں، ایک تو وہ ہم پر احسان کررہا ہے، ہم کو دے رہا ہے اور ہم ہیں کہ گویا اس کو چڑھا رہے ہیں اور اس کی مرضی کے خلاف کررہے ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

، دنیا کے کسی آدمی کے ساتھ کوئی آدمی اگر ایسا کرے تو وہ اسے دو ہاتھ مارے گا لیکن اس کے بجائے اللہ تعالیٰ معاف کر رہا ہے اس خیال سے کہ یہ شاید توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ کتنا رحیم ہے، کتنا کریم ہے کہ وہ سارے گناہوں کو دیکھتا ہے اور موقع دیتا ہے فوراً سزا نہیں دیتا، لیکن بعض وقت تنبیہ کے لیے سزا دیتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ، اپنے ذہن کو ٹھیک کر لو، دیکھو تم غلطی کر رہے ہو اگر تم اپنی غلطی سے باز نہ آؤ گے تو بھگتو گے، تو اللہ تعالیٰ کا یہ رحم ہے کہ وہ ہم کو آخرت کے عذاب اور پکڑ سے بچانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کا نظام ایسا ہے کہ اگر آدمی گناہ کرے گا، گناہ سے توبہ نہیں کرے گا تو آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی اور اگر توبہ کر لے گا تو آخرت کی پکڑ سے بچ جائے گا۔ تو رمضان شریف خاص طور پر اللہ کی خصوصی نعمت ہے اور اجر اللہ اس میں ستر گناہ کر دیتا ہے تاکہ بندے کو موقع ملے کہ وہ اچھے کام کرے اور اسکا اس کو بہتر سے بہتر اجر ملے یہ اللہ کی مزید رحمت ہے کہ عام دنوں میں نیکی کرنے کا ثواب کا اجر اس میں ستر گنا دیتا ہے، اور اس میں بھی کہ آدمی گناہ کرنے کا جب ارادہ کرتا ہے تو اس وقت تک گناہ لکھا نہیں جاتا جب تک کہ گناہ نہ کر لے، اگر گناہ کر لیتا ہے تو ایک گناہ لکھا جاتا ہے، آپ دیکھئے اللہ کی رحمت کا حال کہ آدمی گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو نہیں لکھا جاتا ہے جب وہ کر لیتا ہے تو گناہ لکھا جاتا ہے وہ بھی ایک گناہ لیکن نیکی کا ارادہ کرے تو ایک نیکی اسی وقت لکھ لی جائے گی، صرف ارادہ پر۔ اور جب کرے گا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی، یہ اللہ کی رحمت کا حال ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح بندے مصیبت سے بچ جائیں، کسی طرح وہ آخرت میں نجات پا جائیں، کسی طرح وہ صحیح کام کریں، اور اس کے لیے صرف ترغیب ہی نہیں دی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا موقع زیادہ سے زیادہ عطا فرمایا ہے اور رمضان اس کا بہترین موقع ہے کہ اس میں اجر ستر گنا بڑھ جاتاہ، اب

اگر ہم اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو بڑی محرومی کیا بڑی بے عقلی کی بات ہوگی کہ اللہ نے گویا ہماری دعوت کردی ہے جیسے ایک عام کھانا ہوتا ہے اور ایک دعوت کا کھانا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں گویا ہماری دعوت کردی ہے، اب ہم دعوت میں بھی شریک نہ ہوں، ہم دعوت سے فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ ہماری بے عقلی ہے، عام کھانا ہوتا ہے ایک آدمی کے لیے اور ایک دعوت ہوتی ہے تو یہ دعوت ہے اللہ کی طرف سے کہ نیکی کرو خوب پاؤ، نیکی کرو خوب لوٹو، یہ لوٹنے کا موقع ہے اور اس کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے اور تیسرا عشرہ آگ سے خلاصی کا ہے، اللہ تعالیٰ انتظار کرتا ہے اس چیز کا کہ ہمارے بندے زیادہ سے زیادہ اس چیز سے فائدہ اٹھائیں اللہ کی رحمت حاصل کریں، اللہ کی رحمت کے مستحق ہوں اور اس کے بعد دوسرے عشرہ میں مغفرت کے، یعنی گناہوں سے معافی کے مستحق ہوں اور تیسرے عشرہ میں کسی طرح آگ سے نجات پاجائیں، کسی طرح جہنم سے نجات پاجائیں، تو آپ سوچئے! کہ اس رحمت کی کوئی حد ہے کہ جو عذاب ملنے والا ہے، گناہوں کی وجہ سے اور جو عذاب طے شدہ ہے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ عذاب نہ ملے، بندے اس سے بچ جائیں، اور ان کو بچانے کی طرح طرح کی تدابیر اللہ نے کر رکھی ہیں، ایک تو یہ امر ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرو، لوگوں تک حق بات پہونچاؤ، لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرو تاکہ لوگ نیکی اختیار کریں اور برائی سے بچیں، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کبھی رمضان کے ذریعہ سے، کبھی حج کے ذریعہ سے اور مختلف طریقے سے اجر کو بہت زیادہ کر دیتا ہے تاکہ جو کوتاہیاں ہوئی ہیں وہ اس کے نتیجے میں دب جائیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الحسنات یذھبن السیئات" کہ نیکی چھوٹی برائیوں کو خود مٹا دیتی ہیں، یعنی آدمی کوئی چھوٹی غلطی کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی پکڑ ہوسکتی ہو اور پھر کوئی بڑی نیکی کرتا ہے تو اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ اس کے بدلہ اس کی غلطی کو بھی معاف کر دیتا ہے، نیکی خود معاف کرا دیتی ہے بہت سے گناہوں کو، اس لیے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے عام دنوں میں بھی اور رمضان میں بھی، یہ تو ایک دعوت ہے کہ اس میں لوٹ لے آدمی جتنا لوٹ سکتا ہو، لٹائی جا رہی ہیں نیکیاں اور اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں شیاطین کو بند کر دیتا ہے، مہینہ بھر کے لیے، اللہ کے جو نیک بندے ہیں وہ شیطان کے چکر میں نہیں آتے ہیں، جب کہ شیطان اپنی پوری کوشش کرتا ہے، تو رمضان میں شیطانوں کو اللہ بند کر دیتا ہے کہ تم اس مہینہ میں ہمارے بندوں کو نہیں بہکا سکتے ہو، تو اس طریقہ سے مختلف شکلیں اللہ نے پیدا کی ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی، اپنے کو برائی سے بچانے کی اور آخرت میں اپنے لیے نعمت حاصل کرنے کے ان مواقع سے فائدہ اٹھائیں اور اس میں کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ اللہ نے روزہ ایسا نہیں بنایا کہ آدمی مسلسل بھوکا رہے اس میں یہ ہے کہ دن میں تو آدمی نہیں کھاتا ہے، رات میں کھاتا ہے کہ آدمی اپنی خواہشوں کے مطابق جو چاہے کھائے، دن میں پرہیز کرے، لیکن صرف کھانے سے ہی پرہیز نہیں ہے بلکہ غیبت سے، جھوٹ بولنے سے اور ان چیزوں سے بھی پرہیز بتایا گیا ہے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اگر آدمی ان چیزوں سے نہیں بچتا ہے، جھوٹ سے، غیبت سے، برے کاموں سے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آدمی بھوکا رہے، یہ تو بھوکا رہنا ہی ہے کہ روزہ اللہ کے یہاں روزہ کہلائے گا ہی نہیں، روزہ تو یہ ہے کہ آدمی برائیوں سے بھی پرہیز کرے، جو اس کی عادت پڑ گئی ہے کہ جھوٹ بول رہا ہے، غیبت کر رہا ہے اور دنیا کی بیہودہ باتیں کر رہا ہے ان سب سے پرہیز کرنا ضروری ہے، روزہ فقہ کے لحاظ سے اور مسئلہ کے لحاظ سے تو ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ روزہ مقبول ہونا مشکل ہے، تو آدمی کھانا تو چھوڑ دیتا ہے لیکن دوسری

www.abulhasanalinadwi.org

معصیتوں میں مبتلا رہتا ہے، جھوٹ بولنے میں اور غیبت وغیرہ میں تو اس سے اس کا روزہ خراب ہوجاتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ منظور کرے گا یا نہیں کرے گا یہ اس کا معاملہ ہے لیکن یہ تنبیہ کردی گئی ہے، یہ بتادیا گیا ہے کہ اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ بلاوجہ بھوکے رہیں، آپ تو بھوکے ہی رہے اس لیے کہ آپ نے وہ عمل تو کیا نہیں جو اللہ کو مقبول و پسندیدہ ہو، تو ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے، دوسرے یہ کہ جتنے نیکی کے کام ہوسکتے ہیں، جن کے کرنے کی اللہ تعالیٰ استطاعت دے وہ کرنے چاہئیں، نیکی میں ایک تو اہم نماز ہے، نماز کا اہتمام کرنا چاہئے اور تلاوت کرنا چاہئے، قرآن مجید کا اس مہینہ سے خاص تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے پورا قرآن مجید اسی مہینہ میں اتارا آسمان دنیا پر، پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا کرکے جیسی ضرورت پڑی اتارا، تو اس مہینہ کو قرآن مجید سے بڑی مناسبت ہے، تو اس میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہئے، قرآن مجید سننا بھی چاہئے اور پڑھنا بھی چاہئے، اپنے اوقات کو قرآن مجید پڑھنے سے اور سننے سے بھر دینا چاہئے، اور قرآن مجید کی تلاوت خود ایک عبادت ہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو اب آپ سوچئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا کتنی نیکیاں حاصل کرسکتا ہے اور ہر حرف پر ہر لفظ پر نہیں ہر حرف پر نیکی ہے، اور فرمایا کہ "الٓـــم" میں الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے، الٓم جہاں کہا آدمی نے صدق دل کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھ کر تو اس کو ۳۰ نیکیاں مل گئیں۔ ۳۰ نیکیاں اسی وقت مل گئیں جب اس نے الٓـــم ادا کیا، لیکن شرط یہی ہے کہ اللہ کے لیے جو کر رہا ہو، اللہ کو راضی کرنے کے لیے کر رہا ہو، اور اس کو ثواب کی نیت سے کر رہا ہو جو ثواب اللہ نے رکھا ہے تب اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتا ہے، لیکن اگر کھیل تماشہ میں کہتا ہے یا جی کہیں اور لگا ہوا ہے تو اس کا معاملہ

www.abulhasanalinadwi.org

مختلف ہے، تو اس میں کر سکتا ہے تو تلاوت کرنی چاہیئے، نوافل پڑھنا چاہیئے، اللہ نے اس میں خاص طور پر تراویح رکھی ہے کہ آدمی اس میں بیس رکعت پڑھتا ہے، بعض لوگ ۱۰ رکعت پڑھتے ہیں لیکن اس میں جتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے نوافل کے طور پر، تراویح میں، رات کو تہجد میں پڑھنا چاہیئے، جتنی نیکیاں آدمی حاصل کر سکتا ہے وہ کرے اور جہنم کی آگ سے اپنے کو بچانے کی فکر کرے۔ اس لیے کہ ہمارے گناہ اتنے زیادہ ہیں، اتنے زیادہ گناہ ہیں کہ اگر ہم ہر تھوڑی دیر بعد توبہ کریں تو شاید کام چلے، گناہ بہت زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے کہ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہے؟ دنیا میں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ڈھیل دیدے لیکن آخرت کی پکڑ بہت سخت ہے، اللہ تعالیٰ دنیا میں ڈھیل دے دیتا ہے، اس لیے ہم کو جو نیکی کے مواقع ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور رمضان میں جھوٹ سے، غیبت سے، دھوکا دہی سے اور جو کھلے ہوئے گناہ ہیں ان سے بہر حال بچنے کی پوری کوشش کرنا چاہیئے، اگر عادت ہے تو عادت کو بدلنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ غریبوں کی مدد کرنا، دوسروں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا، دوسرں کی مدد کرنا، یہ نیکی کے کام ہیں جو زیادہ سے زیادہ اس مہینہ میں کرنے کی ضرورت ہے، اس لیے کہ اس میں جو نیکی لکھی جائے گی وہ ۷۰ گنا ہے، تو ایسا موقع سال بھر نہیں آتا، یہ ایک مہینہ کا موقع ہوتا ہے، اس لیے جو بزرگ لوگ ہوتے ہیں وہ اس مہینہ میں گویا بالکل اپنے کو مصروف کر لیتے ہیں، عبادت میں، اللہ کی یاد میں، ذکر میں اور جب مہینہ ختم ہوتا ہے تو بہت افسوس کرتے ہیں کہ اتنا عظیم موقع اور ایسی نعمت کا موقع ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا، اللہ تعالیٰ نے یہ موقع ہم کو عطا فرمایا ہے، یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم کو اس نے پھر یہ موقع عطا فرمایا کہ جس میں ہم تھوڑا بھی کام کریں گے تو وہ بہت سے بہت ہوگا، اس لیے ہمیں اس

www.abulhasanalinadwi.org

سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور مہینہ کی قدر کرنا چاہئے، روزہ تو ہر حال میں رکھنا چاہئے اور اللہ کی رضا کی نیت اور ثواب کی امید رکھنا چاہئے، اس میں جو چیزیں ممنوع ہیں ان سے پورا پرہیز کرنا چاہئے تا کہ روزہ رکھیں تو روزہ کا فائدہ بھی ہو، ورنہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہم کو بھوکا تسلیم کرلیا جائے کہ ہاں یہ بھوکا رہا اور کچھ نہ سمجھا جائے، تو اس کی کوشش کرنا چاہئے کہ ہمارا روزہ، روزہ سمجھا جائے، اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ روزہ تسلیم کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ ہم روزہ رکھیں، بھوکے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف بھوکا تسلیم کیا جائے، روزہ دار نہ تسلیم کیا جائے، تو جب ہم پرہیز کریں گے گناہوں سے، بری باتوں سے اور ان غلط باتوں سے جو ہر وقت کرتے ہوتے ہیں ان سے پرہیز کریں گے، اللہ کو یاد کریں گے، جو نوافل ہیں ان کو بہت پابندی کے ساتھ اور نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کریں گے تو اس مہینہ کا جو فائدہ ہم کو پہونچ سکتا ہے پہونچے گا، اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اور آپ کو بھی صحیح بات کے اختیار کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کوتاہیوں سے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانوں کی عید۔ شیطان کا روزہ

مسلمانوں کو اسلام نے دو عیدیں عطا کی ہیں، ایک عید الفطر دوسری عید الاضحیٰ یہ دونوں مذہبی تہوار حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے پر اہل مدینہ کے تہواروں کو دیکھ کر مسلمانوں کو پروردگار عالم کے حکم سے ان کی ضرورت اور خصوصیات کا لحاظ رکھتے ہوئے بتائے تھے، اس وقت سے یہ مسلمانوں کے تہوار ہیں جن کو تمام دنیا کے مسلمان جو دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور اپنی زندگی کو اپنے رسول پاکؐ کے بتائے ہوئے طریقہ کا پابند مانتے ہیں، خوشی و مسرت کے دن کی حیثیت سے اختیار کرتے اور مناتے ہیں، دنیا کے تمام ملکوں اور قوموں میں اپنے اپنے حالات و خصوصیات کے لحاظ سے تہوار ہوتے ہیں، ہر قوم کے تہوار میں اس قوم کے مذہبی واقعات یا زراعتی موسموں کی تبدیلی کے ساتھ ایک ربط ملتا ہے، اور اس طرح ہر قوم کا تہوار اس کی اپنی مذہبی اور دنیاوی ثقافت کا مظہر ہوتا ہے، جس میں اس قوم کے قومی احساسات اور دینی تصورات کی جھلک ملتی ہے اسی لیے تہوار ایک ایسا موقع ہوتا ہے کہ اس میں قوم کے سب خاص و عام یکساں طریقہ سے حصہ لیتے ہیں اور اس طریقہ سے ان تصورات سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیتے ہیں، جو تہوار کے پس منظر میں ہوتے ہیں۔

مسلمانوں میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان کے مشترک دینی اور ملی تصورات کا مظہر ہیں، مسلمانوں کے مشترک تصورات خدائے واحد کی بندگی اور اس کی اطاعت

کے احساس سے وابستہ ہیں، اس بندگی اور اطاعت کے احساس کو ان کی مسرت وخوشی کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے، چنانچہ مسلمانوں کی یہ عیدیں بیک وقت اطاعت خداوندی کا رمز اور سرور وشادمانی کا موقع ہیں، عید الفطر ایک ماہ کے روزوں کے اختتام پر آتی ہے اور عید الاضحیٰ خدا کے حضور میں نذرانہ بندگی پیش کرنے کی علامت کے طور پر انجام پاتی ہے اس طرح دونوں دن اطاعت خداوندی اور اس کے لیے اپنی مثالی کارکردگی کے انجام دینے پر پُر مسرت اظہار کے دن ہوتے ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں کو دنیا و دین دونوں کو جمع کرنے کی تلقین کی ہے، دنیا کے وہ تقاضے جو انسانی فطرت کا نتیجہ ہیں، ان کو پورا کرنے کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی گئی ہے بلکہ اگر ان کے پورا کرنے میں یہ احساس شامل رکھا جائے کہ ان کے پورا کرنے کی ہم کو ہمارے خدا نے اپنی خوشی کے ساتھ اجازت دی ہے اور ہمارے رسول برحق نے اس اجازت کو خدا کی مرضی کی اجازت بتایا ہے تو ان دنیاوی تقاضوں کو پورا کرنے میں بھی وہ ثواب ملتا ہے جو عبادت میں ملتا ہے، اس طرح ایک مسلمان کو خوشی منانے کی اجازت ملنے پر خوشی منانے پر بھی ثواب ملتا ہے، اس کو اپنی دنیاوی ضرورت کو خدا کی اجازت کی بنا پر پورا کرنے پر بھی اجر ملتا ہے، چنانچہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ ان میں اچھا لباس زیب تن کرنا اور مسرت کا اظہار کرنا بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اجازت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کرنے پر ثواب ملتا ہے، پھر دونوں عیدوں کے پس منظر میں جو مذہبی محرک پایا جاتا ہے وہ ان دونوں عیدوں کو صرف ثواب کا موقع ہی نہیں بلکہ ان دنوں کو مجسم مذہبی موقع بنا دیتا ہے، اسی کو کہتے ہیں ہم خرما و ہم ثواب کہ ایک طرف تو اچھا لباس پہننا پسندیدہ کھانے کھانا، ایک دوسرے سے مسرت ولطف کا اظہار کرنا، جشن کی شکل میں سب کا عید گاہ جانا، دوگانہ ادا کرنا اور واپس آنا اور عید کی مبارک باد

www.abulhasanalinadwi.org

دینا، ملنا اور پُر لطف طریقہ سے کھانا کھانا، کھلانا ملتا ہے، دوسری طرف مذہبی طریقہ سے طہارت وصفائی کرنا سنجیدہ طریقہ سے اور دعاؤں کے ساتھ عیدگاہ جانا اور وہاں سب کامل کر اپنے پروردگار کے سامنے سربسجود ہونا، امام وخطیب سے نصائح سننا، اللہ اکبر اللہ اکبر کا ورد کرنا اور اپنے پروردگار کا شکر بجالانا ملتا ہے۔

عید الفطر میں اپنے پروردگار کا شکر کہ اس نے مہینہ بھر کے روزوں کا جو حکم دیا تھا اس حکم کو بجالانے کی توفیق ملی، کسی نے اگر کچھ روزے چھوڑ دیئے تو اس لیے کہ اس کے پروردگار کی طرف سے اجازت ہے کہ بیمار ہو یا سفر پر ہو تو آئندہ کے لیے روزہ مؤخر کرتے ہوئے عام دنوں کی طرح کھا پی سکتے ہو، لیکن سر بازار نہیں بلکہ ذرا نظروں سے بچ کر تاکہ روزہ کی جو عمومی ومجموعی فضا ہے وہ خراب نہ ہو۔

ایک ماہ کی ایک خاص کارکردگی پوری کی ہے اس کا ثواب بھی ملے گا اور خوش ہو اور خوشی کا اظہار بھی کرو، اب رہ گئے وہ لوگ جو بلا عذر محض کوتاہی میں یہ فرض روزے نہیں انجام دے سکے ان کو عید الفطر یہ احساس دلاتی ہے کہ ان سے کوتاہی ہوئی کہ سب بھائی بند تو اچھی کارکردگی انجام دے کر سرخرو ہوئے، اور یہ اس سرخروئی سے رہ گئے اب یہ اپنے پروردگار سے عفو ومعافی کے طالب ہوں، اور اس کی تلافی قضاء کی صورت میں کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے پروردگار کی طرف سے عطا کیے ہوئے خوشی کے اس موقع میں شریک رہیں، خوشی کا دن ہے اور پروردگار کی طرف سے عطا کیا ہوا ہے اس کو لیں اور اس سے اپنے کو محروم نہ کریں۔

عید کا دن خوشی اور کھانے پینے کا دن خود پروردگار عالم کی طرف سے بنایا گیا ہے اس لیے اس کے بھی خلاف کرنے کی اجازت نہیں، عید کے دن کوئی روزہ رکھنا چاہے تو بذات خود روزہ رکھنا اچھا اور نیکی اور عبادت کا عمل ہے لیکن عید کے دن وہ حرام ہے کیونکہ

www.abulhasanalinadwi.org

جب پروردگار یہ کہتا ہے کہ کھاؤ پیو اور خوش ہو، ایسے میں بندہ کے لیے کیسے اس کی اجازت ہوسکتی ہے کہ نہیں ہم صبح سے شام تک کچھ نہیں کھائیں گے روزہ رکھیں گے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ عید کے دن شیطان روزہ رکھتا ہے، لیکن اس کا روزہ اپنے پروردگار کو خوش کرنے یا اس کے حکم کی اطاعت میں نہیں ہوتا، وہ اس رنج وغم میں ہوتا ہے کہ کتنی کثرت سے آدمیوں نے اپنے پروردگار کی زبردست اطاعت کر دکھائی کہ پورے ایک مہینے، دن میں بھوکے پیاسے رہے اور کتنے بشری تقاضوں کو دن کے حصہ میں روکے رکھے رہے، ایسی زبردست اطاعت اور کارکردگی انجام پا گئی لہٰذا اس افسوس میں شیطان کچھ کھاتا پیتا نہیں گویا روزہ رکھتا ہے اور خوشی کے اس موقع پر غم مناتا ہے۔

روزوں کی کارکردگی واقعی ایک اعلیٰ کارکردگی ہے، جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر عمل کا اجر تو اس طرح دیا جائے گا جیسا مقرر کیا گیا ہے، لیکن روزہ کا اجر میں خود خاص طریقہ سے اپنی طرف سے دوں گا، لہٰذا شیطان کا عید کے دن روزہ رکھنا اور غم کرنا بجا ہے کہ اس کے شکار سے کتنے انسان نہ صرف یہ کہ بچ نکلے بلکہ اس کی تدبیر وکوشش کو برباد کر گئے اور روزہ داروں کی خوشی بھی بجا ہے کہ انہوں نے اپنے کو شیطان کے نرغے سے بچالیا اور اپنے پروردگار کو راضی وخوش کیا، وہ اپنے پروردگار کی عظمت اور وحدانیت کا کلمہ پڑھتے ہوئے عید کے روز نماز کے لیے جاتے ہوئے یہ الفاظ ادا کرتے ہیں، "اللہ اکبر اللّٰہ اکبر لاالٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد" اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہر طرح کی ستائش اور خوبی اسی کے لیے ہے، اور اس طریقہ سے وہ شیطان کے روزے کو اور بھی سخت اور تکلیف کا روزہ بنا دیتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

عید الفطر ایک ماہ کے تربیتی نظام سے گزرنے کی خوشی کا نام ہے

عید الفطر مسلمانوں کا ایک ایسی مسرت کا دن ہے جو اپنے میں مسرت کے کئی پہلو رکھتا ہے، اس دن کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دن ماضی کی کسی شخصیت کے کسی مسرت یا فکر اور پریشانی کے واقعہ سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ یہ عید کرنے والوں کے خود اپنی مسرت کے اسباب سے تعلق رکھتا ہے، حالیہ مدت میں ان کو جن احساسات سے سابقہ پڑا وہ اس مسرت کے پیچھے کار فرما ہوتے ہیں، عید کے اس دن سے قبل پورے ایک ماہ انہوں نے روزے رکھے، یہ روزے ایک ماہ تک مسلسل صبح سے شام تک کھانے پینے کو یکسر موقوف کرتے ہیں، چنانچہ یہ روزے رکھنے والوں کو بھوک پیاس کی زحمت کے احساسات سے روزانہ واسطہ پڑتا ہے، اور اسی طرح ایک خوش حال اور معاشی فراخی رکھنے والے کو بھی اس انسانی تقاضہ کے پورا نہ ہونے کے عملی احساس سے گزرنا ہوتا ہے جو عموماً وسائل معاش کی کمی رکھنے والے کو پیش آتا ہے، اس طرح وسائل معاش میں فراخی رکھنے والے کو بھی اس کا اندازہ و تجربہ ہوتا ہے کہ وسائل سے محروم اور معاشی تنگی سے گزرنے والے اشخاص پر ضبط و برداشت کی کیا کیفیت گزرتی ہے؟ اسی کے ساتھ ساتھ دن کے دس بارہ گھنٹے بالکل کھانے پینے کی ہر چیز سے مطلق انقطاع کے بعد روزہ دار کو جب کھانے پینے کا موقع ملتا ہے تو صرف یہی نہیں کہ اس کی ضرورت پوری ہوتی ہے بلکہ انسانیت کی ایک یہ تسکین بھی ہوتی ہے کہ ہم نے دیگر انسانوں کی تکلیف کا تجربہ کیا، اس

www.abulhasanalinadwi.org

موقع کے لیے روزہ داروں کو ان کے مذہب کی طرف سے نصیحت بھی کی گئی ہے کہ وہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی بھوک پیاس کے اس انسانی تقاضہ کو پورا کرنے میں شریک کرنے کی کوشش کریں، اس میں اس طرح اس بات کی تھوڑی مشق بھی ہوتی ہے کہ محرومی سے گزرنے والے کی محرومی کو محسوس کیا جائے، اور اس کے ساتھ ہمدردی قابل عمل ہو تو وہ کی جائے۔ ایک ماہ تک روزانہ کھانے پینے سے مطلق پرہیز کے ایک قابل ذکر وقفہ سے گزرنا ایک ایسا شعور پیدا کر دیتا ہے جس سے انسان کو انسانی زندگی کی اس صعوبت کا خاصا تجربہ ہو جاتا ہے، اور اس کے دل میں نرمی اور گداز پیدا ہوتا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اس کے لیے یہ عمل ایک تربیتی کورس بھی بن جاتا ہے۔ یہ تو ہوتا ہے روزہ کا عام انسانی پہلو، اس کے علاوہ اس کا سب سے اہم پہلو ہے اس کا مذہبی پہلو کہ روزہ دار نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل تکلیف اٹھا کر بھی کی، اس سلسلہ میں ہر مسلمان کو یہ بتایا گیا ہے کہ اس محرومی و برداشت پر عمل وہ اپنے کسی دنیاوی فائدہ کے لیے نہیں بلکہ صرف اپنے پروردگار کی رضامندی کی طلب میں کرے، اس سے اس کو اپنے رب کی خوشنودی بڑے پیمانہ پر حاصل ہوگی، اور روزہ کا اصل پہلو یہی بتایا گیا ہے، اور اسی کا اثر ہے کہ سخت سے سخت موسم میں اور ضرورت کی حالت میں بھی روزہ دار خوشی خوشی بآسانی روزہ رکھ لیتے ہیں، اس لیے کہ ان کو اپنے رب کی خوشنودی کی واقعی فکر ہوتی ہے۔

ان دونوں باتوں کی وجہ سے روزہ دو اچھے پہلوؤں پر مشتمل ہو جاتا ہے ایک تو یہی پہلو یعنی اپنے رب کی اطاعت اور خوشنودی کی طلب میں کچھ تکلیف برداشت کرنا، اور دوسرا اسی طرح کی محرومی سے گزرنے والے انسانوں کی تکلیف کا احساس کرنا، اور ایسوں کی کوئی مدد ہو سکے تو مدد کا جذبہ محسوس کرنا، ظاہر ہے کہ یہ ایسے عظیم عمل ہیں جن میں دو اچھے اور اہم پہلو پائے جاتے ہیں، ۲۹۔۳۰ دنوں تک برابر روزانہ کامیابی کے ساتھ گزرنے پر جو بھی سرور حاصل ہو وہ کم نہیں، وہ اس پورے مرحلہ سے گزر کر جب عید کے دن یہ دیکھتا ہے کہ ۳۰ دنوں تک کی وہ پابندی اب نہیں رہی، اور یہ کہ اس

کو یہ دن خوش ہونے بلکہ مسرت کے اظہار کے لیے بطور انعام دیا گیا ہے، اور اس کو اس کا موقع دیا گیا ہے کہ وہ آج اپنی خوشی اور اپنے رفقاء اور اعزہ کے ساتھ اس سہولت کی بحالی کی مسرت حاصل کرے، اس کا مسرت کا یہ حصول اس کے لیے ایک طرف ایک جشن کی شکل میں بھی ہو، اور دوسری طرف دینی نقطۂ نظر سے اس کے لیے انعام ہو، چنانچہ عید کے روز اس کی اس خوشی کا اظہار صرف انفرادی ہی نہیں ہوتا بلکہ انفرادی کے ساتھ ساتھ یہ اجتماعی بھی ہوتا ہے، انفرادی لحاظ سے اس کو اپنے محدود دائرے میں مسرت اور سہولت کا احساس ہوتا ہے، اور اجتماعی طور پر اس مسرت اور حصول سہولت کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ مسرت کی عملی شکل حاصل ہوتی ہے، اور یہ عملی شکل پورے آب وتاب کے ساتھ اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ بستی کے سارے لوگ دوگانہ پڑھنے کے لیے ایک جگہ مل کر جمع ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ اظہار مسرت کرتے ہیں، پھر ایک دوسرے کے گھر جانے کی کوشش کرتے ہیں، اور شیرینی سے تواضع اور خاطر کر کے اس مشترکہ مسرت کا اظہار کرتے ہیں، جب اجلے اور نئے کپڑوں میں ملبوس بوڑھے، جوان اور وہ بچے جو اپنے ماں باپ کی محبت وشفقت کے نتیجہ میں اچھے اچھے خوشنما لباس میں پھولوں کی طرح اپنے بڑوں کے ساتھ عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں، تو ایک عجیب بہار کا منظر نظر آتا ہے، ایک مہینہ کے تربیتی نظام سے گزرنے کی خوشی، پھر اس ماہ سے جو روحانی فائدے ہوئے ان کی خوشی، اور اس کی شب قدر جو اپنی چھوٹی سی مدت میں برسہا برس کی برکتیں سمیٹے ہوئے ہوتی ہے اس سے گزرنے کی خوشی، اور اس ماہ کے اس خاص مرحلے سے گزر کر گویا نیا سال شروع کرنے کی خوشی، رمضان کی اس عید کے دن سب اکٹھا ہو جاتی ہے، اور اس میں مسرت کی وہ مقدار محسوس کی جاتی ہے جو سال کے دوسرے ایسے مسرت کے موقعوں پر نہیں محسوس ہوتی، اور اس کا جو اظہار انفرادی اور اجتماعی دونوں شکلوں میں ہوتا ہے اس کا ''عید مبارک'' کے لفظ سے ایک دوسرے کے سامنے اظہار کیا جاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قادیانیت

تحلیل و تجزیہ

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

صفحات: ۱۹۶

قیمت صرف: ۱۰۰ روپے

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

تحفۂ گجرات

گجرات کے مختلف مقامات پر کی گئی اہم تقاریر جس میں موجودہ
حالات اور عصری مسائل میں علماء اور مدارس کی ذمہ داریوں کی
طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور کچھ مشاہداتِ سفر پیش کیے گئے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

صفحات: ۸۰
قیمت صرف: ۵۰ روپے

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org